باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
خواتین کو اہم خطاب

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رسول اللہ ﷺ کا

خواتین کو اہم خطاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اہم خطاب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے جہنّم میں کثرت سے جانے کے متعلق فرمایا۔

اس خطاب میں خواتین کو فرمائی گئی اہم نصائح وہدایات کی تشریح وتفصیل

خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کے اسباب و وجوہات

اورخواتین کو جہنم سے بچانے والے اعمال کی نشاندھی کی گئی ہے

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

اِدارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: رسولُ اللہ ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب

مصنّف: مفتی محمد رضوان

طباعتِ اوّل: شوال/ ۱۴۲۸ھ نومبر/ 2007ء طباعتِ سوم: رمضان ۱۴۳۳ھ اگست 2012ء

صفحات: ۸۴

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔فون: 051-5507270
ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔فون: 042-37353255
کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔فون: 051-5771798
دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔فون: 021-32631861
مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37228196
مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد۔فون: 0992-340112
ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔فون: 061-4514929
ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35032020
مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔فون 048-3226559
مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔فون: 0321-5180613
ملت پبلیکیشرز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔فون: 051-2254111
ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان۔فون: 061-4540513
مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔فون: 041-8715856
کتب خانہ شمسیہ، نزد اپری گیشن مسجد، سریاب روڈ، کوئٹہ۔فون: 0333-7827929
مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔فون: 021-35123130
تاج کمپنی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔فون: 051-5774634
مکتبۃ القرآن: گورومندر، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔فون: 021-34856701
مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔فون: 055-4212716
مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔فون: 041-2601919
اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔فون: 048-3712628
اسلامی کتاب گھر: خیابانِ سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔فون: 051-4830451
مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔فون: 042-37232536
الخلیل پبلشنگ ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 051-5553248
قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔فون: 0312-5123698 0321

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید	۴
۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو اہم خطاب	۶
۳	خواتین کا کثرت سے جہنم میں جانا اور اس کے اسباب	۱۰
۴	خواتین کے پانچ عیب	۱۳
۵	(۱)......خواتین کا کثرت سے لعنت ملامت کرنا	۱۵
۶	(۲)......خواتین کا خصوصاً شوہر کی ناشکری کرنا	۱۸
۷	(۳)......خواتین کا عقل مند مردوں پر غالب آنا	۴۰
۸	(۴،۵)......خواتین میں عقل اور دین کی کمی	۴۷
۹	خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے دو اعمال کا حکم	۵۴
۱۰	(۱)...... پہلا عمل: زکاۃ وصدقہ کا اہتمام	۵۵
۱۱	عورتوں میں زیور اور مال کی محبت اور ریاکاری کا مرض	۶۱
۱۲	خواتین کی زکاۃ کے بارے میں غفلت	۷۳
۱۳	خواتین کی قربانی کرنے میں غفلت	۷۵
۱۴	خواتین کی صدقۂ فطر ادا کرنے میں غفلت	//
۱۵	زکاۃ وصدقات کے مصرف سے متعلق اہم ہدایت	//
۱۶	(۲)......دوسرا عمل: استغفار کا اہتمام	۷۷

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے اسباب کے درجہ میں جو توالد وتناسل کا سلسلہ شروع فرمایا، وہ زوجین یعنی مرد وعورت کے جوڑے پر مشتمل تھا، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر انسانوں کو مرد وعورت کی شکل میں جوڑے بنانے کا انعام واحسان کے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ [1]

دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو اس عالَم کی بقاء، اس کی تعمیر وترقی اور اس کی رونق میں ایک بڑے ستون کا درجہ رکھتی ہیں، وہ دو چیزیں یہ ہیں:

(۱)......ایک عورت (۲)......دوسرے دولت

لیکن بعض اوقات یہی دو چیزیں دنیا میں فساد، خون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی بن جاتی ہیں، فرق اتنا ہے کہ جب یہ دونوں چیزیں اپنے اصل مقام اور مرکز وموقف پر رہتی ہیں، تو ایک مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے، جو ہر قسم کی بے اعتدالی سے پاک ہوتا ہے اور اس میں ہر انسان کے حقوق کی رعایت ہوتی ہے؛ جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو اسلام نے عورت کے متعلق ایسے رہنما اصول پیش کیے ہیں کہ ان کو اختیار کرنے کے نتیجے میں عورت

---

[1] وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِنۡ أَنۡفُسِکُمۡ أَزۡوَاجًا (سورۃ النحل، رقم الآیۃ، ۷۲)

وَمِنۡ آیَاتِہٖ أَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِنۡ أَنۡفُسِکُمۡ أَزۡوَاجًا لِتَسۡکُنُوا إِلَیۡہَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَوَدَّۃً وَرَحۡمَۃً إِنَّ فِی ذٰلِکَ لَآیَاتٍ لِقَوۡمٍ یَتَفَکَّرُونَ (سورۃ الروم، رقم الآیۃ، ۲۱)

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُطۡفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ أَزۡوَاجًا (سورۃ فاطر، رقم الآیۃ، ۱۱)

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ جَعَلَ لَکُمۡ مِنۡ أَنۡفُسِکُمۡ أَزۡوَاجًا وَمِنَ الۡأَنۡعَامِ أَزۡوَاجًا یَذۡرَؤُکُمۡ فِیہِ لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ وَہُوَ السَّمِیعُ الۡبَصِیرُ (سورۃ الشوریٰ، رقم الآیۃ ۱۱)

وَخَلَقۡنَاکُمۡ أَزۡوَاجًا (سورۃ النبأ، رقم الآیۃ ۸)

www.idaraghufran.org

صحیح معنیٰ میں عورت کہلائی جاسکتی ہے۔

اوران اُصولوں کو پامال کر کے عورت ایک فتنہ وآ زمائش کی شکل اختیار کرلیتی ہے، اوراس کے نتیجہ میں شوہراوراولاد کے علاوہ پورا گھرانہ بلکہ پورا خاندان فتنہ وآ زمائش کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عورتوں کو بھی اندھیرے میں نہیں چھوڑا، ان کے نفسانی وروحانی امراض کی بھی نشاندہی فرمادی، اور ساتھ ہی ان امراض سے بچنے کے طریقے ونسخے بھی تجویز فرمادیئے۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے جہنّم میں کثرت سے جانے کے متعلق بہت جامع خطاب فرمایا، جو ہر مسلمان عورت کی ضرورت ہے۔

اس مختصر رسالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطاب کی تشریح وتوضیح پیش کر کے خواتین کی اصلاح ورہنمائی کی کوشش کی گئی ہے، اوراس سے پہلے کی اشاعت کے مقابلہ میں موجودہ اشاعت میں کچھ اضافات کئے گئے ہیں، اورعبارات وحوالہ جات پرنظرِ ثانی کر کے اصلاحات شامل کی گئی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوِش کو قبول ومنظور فرمائیں۔

اور جملہ مؤمنات ومسلمات کے لئے مفید وقابلِ عمل بنائیں۔آمین۔

فقط۔محمد رضوان

۲۰/شعبان/۱۴۳۱ھ 02/اگست/2010ء بروز پیر

نظرِ ثانی واصلاح:۶/رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ 26 جولائی 2012ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

⌘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خواتین کو اہم خطاب

حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

يَامَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَأَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَالَنَا يَارَسُوْلَ اللهِ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، مَارَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْكُنَّ، قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ وَمَانُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ اِمْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِیَ مَاتُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ (مسلم) [1]

ترجمہ: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار (اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب) کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایک سمجھدار عورت نے (اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال

---

[1] رقم الحدیث ١٣٢ "٧٩" کتاب الایمان، باب بیان نقصان الإیمان بنقص الطاعات الخ، واللفظ لہٗ، ابنِ ماجہ، رقم الحدیث ٤٠٠٣، مسند احمد، رقم الحدیث ٥٣٤٣، عن ابنِ عمر، ترمذی، رقم الحدیث ٢٦١٣ عن ابی ہریرۃ.
قال الترمذی: وفی الباب عن أبی سعید، وابن عمر: ھذا حدیث حسن (حوالہ بالا)

Idara Ghufran

کیا کہ ہم کثرت سے جہنم میں کیوں جائیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو) تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو (بد دعائیں دیتی ہو، ایک دوسرے پر لعنت بھیجتی ہو) اور (دوسرے) تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو (شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہو اور اس کے احسانات کو بھول جاتی ہو) میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا (یہ بھی تمہارے زیادہ جہنمی ہونے کا سبب ہے، اس پر) اس خاتون نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول عورتوں کی عقل اور دین کس طرح ناقص ہے؟ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ تو عقل کا نقصان ہوا، اور (دین کا نقصان یہ ہے کہ) مخصوص ایام میں عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتیں تو یہ دین کا نقصان ہوا (مسلم)

اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواتین کو خطاب کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ، وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ: وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ ؟ قَالَ: إِنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ ، وَمَا وُجِدَ مِنْ نَاقِصِ الدِّيْنِ وَالرَّأْيِ أَغْلَبَ لِلرِّجَالِ ذَوِى الْأَمْرِ، عَلٰى أُمُوْرِهِمْ مِنَ النِّسَاءِ، قَالُوْا: وَمَا نَقْصُ دِيْنِهِنَّ وَرَأْيِهِنَّ ؟ قَالَ: أَمَّا نَقْصُ رَأْيِهِنَّ فَجُعِلَتْ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَأَمَّا نَقْصُ دِيْنِهِنَّ فَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ تَقْعُدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ

يَّوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیور میں سے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم زیادہ اہلِ جہنم میں ہوگی، یہ سن کر ایک عورت نے کہا جو کہ کوئی اونچے درجے کی نہیں تھی، کہ اے اللہ کے رسول! ہم کثرت سے اہلِ جہنم میں سے کیوں ہونگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایک تو) تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو، اور (دوسرے) تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو، اور دین اور رائے میں ناقص ترین ہونے کے باوجود بڑی رائے والے لوگوں کے معاملات پر عورتوں سے زیادہ کسی کو غالب آنے والا نہیں پایا گیا، انہوں نے کہا کہ عورتوں کے دین اور ان کی رائے کا نقصان کیا ہے؟ (اس کے جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی رائے کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، اور عورتوں کے دین کا نقصان یہ ہے کہ عورتوں میں سے جتنے دن اور رات اللہ تعالیٰ چاہیں (ناپاکی کی حالت میں) عورت اللہ کو سجدہ کرنے سے رُکی رہتی ہے (حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا، اور فرمایا کہ اے عورتوں

---

[1] رقم الحديث ۲۷۷۲، ج۲ ص۲۰۷، كتاب النكاح، واللفظ لهٔ، مسند الحميدى، رقم الحديث ۹۸.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه "

وقال الذهبى فى التلخيص : صحيح.

[2] رقم الحديث ٦٣٥، كتاب الزكاة، باب ما جاء فى زكاة الحلى.

www.idaraghufran.org

کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیوروں میں سے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم قیامت کے دن زیادہ اہلِ جہنم میں سے ہوں گی (ترمذی)

اور اسی قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو عید کے دن خطاب اس طرح مروی ہے کہ:

ثُمَّ مَضٰی حَتّٰی أَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ .فَقَامَتِ اِمْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ .قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ (مسلم) [2]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے، اور ان کو وعظ و تذکیر فرمائی (جس میں ان کو تقوے کا حکم فرمایا) اور فرمایا کہ تم صدقہ دیا کرو، کیونکہ تم اکثر جہنم کا ایندھن بنو گی۔ خواتین میں سے ایک سمجھدار عورت نے جس کے چہرے میں سیاہی اور کچھ تغیر تھا، کہا کہ اے اللہ کے رسول! عورتیں اکثر جہنم کا ایندھن کیوں بنیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ تم شکوے شکایت کثرت سے کرتی ہو، اور تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو۔ یہ سن کر خواتین نے اپنے زیورات صدقہ کرنے

---

[1] عن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " :تصدقن يا معشر النساء ، ولو من حليكن، فإنكن أكثر أهل النار "فقامت امرأة ليست من علية النساء ، فقالت : لم يا رسول الله ؟ قال " :لأنكن تكثرن اللعن، وتكفرن العشير "(مسند احمد، رقم الحديث ٣٥٦٩)

فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره وهذا سند محتمل للتحسين.

[2] رقم الحديث ٨٨٥ "۴" كتاب صلاة العيدين، واللفظ لهٗ؛ سنن نسائى، رقم الحديث ١٥٧٥، باب قيام الامام فى الخطبة متوكئا على انسان، مسند احمد، رقم الحديث ١۴۴٢٠.

شروع کردیئے، اور حضرت بلال کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو کثرت سے جہنم میں جو دیکھا تھا وہ یا تو معراج کی رات میں تھا یا پھر سورج گرہن کی نماز پڑھتے وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کے بعض حالات کا اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کرایا تھا۔ [1]

خواتین کا کثرت سے جہنم میں جانا اور اس کے اسباب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جو خطاب فرمایا، اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ عورتیں کثرت سے جہنم میں جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے اور جنت میں کم مقدار میں جانے کی اور احادیث بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ فَإِذَا غِرْبَانٌ كَثِيْرَةٌ وَإِذَا غُرَابٌ أَعْصَمُ أَحْمَرُ الْمِنْقَارِ وَالرِّجْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا كَقَدْرِ هٰذَا الْغُرَابِ فِيْ هٰذِهِ الْغِرْبَانِ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] قوله "فانى رأيتكن الخ" اى ليلة الاسراء. نعم يستفاد من حديث ابنِ عباس عندالبخارى فى صلاة الكسوف ان الرؤية وقعت فى حال صلاة الكسوف. واللہ اعلم (فتح الملهم شرح صحيح مسلم ج۲ ص ٦٦، باب بيان نقص الايمان بنقص الطاعات)

[2] رقم الحديث ۸۷۸۲، ج۴ ص ۶۴۵، كتاب الاهوال ، السنن الكبرىٰ للنسائى رقم الحديث ۹۲۲۳، شعب الايمان للبيهقى رقم الحديث ۷۴۳۳، مسند ابى يعلىٰ الموصلى رقم الحديث ۷۳۴۳، مسند احمد رقم الحديث ۱۷۷۷۰ ، ورقم الحديث ۱۷۸۲۶ .

قال الحاكم : هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وادی میں تھے کہ اس وادی میں بہت زیادہ کوے تھے، جن میں ایک آدھ اعصَم تھا کہ جس کی چونچ اور پیر سرخ تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا کہ خواتین میں سے عورتیں صرف اتنی تھوڑی مقدار میں جنت میں داخل ہونگی، جتنی تھوڑی مقدار (تناسب) اس (سرخ چونچ و پاؤں والے) کوے کی دوسرے بہت زیادہ کووں کے درمیان ہے (حاکم)

اسی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطاب میں خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کی وجوہات اور اُن کا حل بھی بیان فرمادیا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو کثرت سے جہنم کے عذاب میں اس لئے مبتلا کیا جائے گا کہ ایک تو عورتیں عام طور پر لعن طعن بہت کرتی ہیں، دوسرے شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہیں اور تیسرے عقل مندوں پر غالب آ کر اُن کے گناہوں میں مبتلا ہونے اور غلطیوں کے کرانے کا سبب بنتی ہیں، حالانکہ مَردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں ناقص العقل ہونے کا عیب پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ مَردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں ناقص الدین ہونے کا عیب بھی پایا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ عورتیں مخصوص ایام میں نماز، روزہ کی عبادت انجام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال العجلونی:

روی الإمام أحمد والنسائی عن عمرو بن العاص بسند صحیح (کشف الخفاء تحت حدیث رقم ۲۷۶۵)

وقال الهیثمی:

رواه احمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۴۰۰، باب فیمن یدخل الجنة من النساء)

وقال العراقی:

وإسناده صحیح، وهو فی السنن الکبری للنسائی (تخریج احادیث الاحیاء، تحت حدیث رقم ۱۴۷۷)

www.idaraghufran.org

نہیں دے سکتیں۔

اس کا تقاضا یہ تھا کہ عورتیں گناہوں سے بچ کر اور شوہروں کی اطاعت کر کے اپنے دین وعقل کے نقصان کے اثرات سے اپنے آپ کو بچاتیں اور محفوظ کرتیں، مگر وہ اس کے برعکس مختلف گناہ کر کے اپنے دین کو مزید ناقص و کمزور کر لیتی ہیں، اور شوہروں کی اطاعت نہ کر کے اپنی عقلوں کو مزید ناقص بنانے کا سبب بنتی ہیں۔

ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم کے عذاب سے بچنے کا یہ طریقہ ارشاد فرمایا کہ وہ ایک تو زکاۃ وصدقہ کا اہتمام کیا کریں، اور دوسرے کثرت سے استغفار کیا کریں، کیونکہ یہ دونوں عمل جہنم کے عذاب سے بچانے میں بہت مؤثر ہیں (جیسا کہ تفصیل کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر آئے گا)

Idara Ghufran

خواتین کے پانچ عیب

اس طرح اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجموعی طور پر خواتین کے پانچ عیب بیان فرمادیئے ہیں۔

اُن میں سے ایک عیب تو یہ ہے کہ خواتین لعن طعن بہت کرتی ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ شوہر کی بہت ناشکری کرتی ہیں اور تیسرا یہ ہے کہ عقل مَند مَردوں پر غالب آتیں اور اُن کی عقل و دین کو اُچکنے کا باعث بن جاتیں ہیں۔

خواتین کے یہ تین عیب تو اختیاری ہیں۔

اسی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خواتین کے دو مزید غیر اختیاری عیب بھی بتلائے ہیں، اُن میں سے ایک عیب تو عقل کی کمی ہے اور دوسرا عیب دین کی کمی ہے۔

اس طرح یہ اختیاری و غیر اختیاری عیب ملا کر کل پانچ عیب ہو گئے۔

خواتین کو اپنے اِن عیوب اور امراض کی تفصیل معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ ممکنہ حد تک اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کا سامان کرسکیں۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> ''اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پانچ عیب بیان فرمائے ہیں، ان میں دو عیب تو وہ ہیں جن میں اپنے اختیار کو دخل نہیں اور تین عیب اختیاری ہیں، وہ دو عیب جن میں اختیار کو دخل نہیں، یہ ہیں:
>
> (۱)......عقل کی کمی (۲)......اور دین کی کمی۔
>
> اور تین اختیاری یہ ہیں:
>
> (۱)......کثرت سے لعنت ملامت کرنا (۲)...... ناشکری کرنا (۳)......ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا۔

اختیاری عیب تو اس لیے بیان فرمائے ہیں کہ ان سے واقف ہوکر علاج کی فکر کریں، اور جو عیب اختیاری نہیں اور علاج سے نہیں جاسکتے اُن کو اس لیے بیان فرمایا کہ اپنے اندران عیبوں کو دیکھ کر غرور جاتا رہے، اس لیے کہ عورتوں میں غرور کا مرض بہت ہوتا ہے، ذرا سا کمال ہوتا ہے (عورت ذات کو حاصل ہو جائے، یا اس میں پیدا ہو جائے) اس کو بہت کچھ سمجھتی ہیں، اور غرور ہمیشہ جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے......

اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو رابعہ بصریہ سمجھنے لگتی ہے اور (اپنے مقابلہ میں) ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے''

(تسہیل المواعظ ج۱ص۶۲۰، ۶۲۱ ملخصاً، وعظ عورتوں کی اصلاح)

''اور جہالت ہی کی وجہ سے فخر اور غرور ہوتا ہے، اور جس قدر عقل کم ہوتی ہے یہ مرض غرور کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔

حاصل (خلاصہ) یہ ہے کہ غیر اختیاری عیبوں پر نظر اور توجہ ہونے سے یہ مرض کم ہوتا ہے'' (تسہیل المواعظ ج۱ص۶۲۲ و ۶۲۳، وعظ عورتوں کی اصلاح)

''اس حدیث میں تین (اختیاری) عیب بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ تین عیب ایسے ہیں کہ باقی تمام عیبوں کا تعلق انہیں تین سے ہے، بعض عیبوں کا تو ان سے یہ تعلق ہے کہ وہ ان سے پیدا ہوتے ہیں جیسے غیبت اور چغل خوری کہ یہ بھی لعنت ملامت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور نا اتفاقی، لڑائی جھگڑے وغیرہ، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینے سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض عیبوں کا ان سے یہ تعلق ہے کہ خود یہ اِن سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے خاوِند کی ناشکری حرص اور طمع سے پیدا ہوتی ہے، اسی طرح غور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہوسکتا ہے، پس ان تینوں کی اصلاح ضروری ہوئی'' (تسہیل المواعظ ج۱ص۶۳۵ و ۶۳۶، وعظ عورتوں کی اصلاح)

Idara Ghufran

بہرحال ان عیبوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو تکبر وغرور میں مبتلا نہ کریں اور اپنے اِن عیبوں کی اصلاح کر کے جہنم سے بچنے کا سامان کریں۔

(۱)......خواتین کا کثرت سے لعنت ملامت کرنا

خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ایک وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشادفرمائی کہ:

تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ

''تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بات ارشادفرمائی وہ مشاہدہ کے عین مطابق ہے، کہ واقعتاً خواتین لعنت وملامت بہت کرتی ہیں، خواتین کا دوسروں کو، کوسنا، پیٹنا، برا بھلا کہنا، الٹی سیدھی باتیں زبان سے نکالنا، بہت مشہور ہے اور گویا کہ یہ عورتوں کا خاص مشغلہ ہے۔

اور اکثر خواتین دوسرے لوگوں کو تو لعن طعن کرتی ہی ہیں، اسی کے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی برتاؤ کرتی ہیں۔ [۱]

عورتیں جب کوسنے پیٹنے اور لعن طعن پر آتی ہیں تو انسان، جانور اور چھوٹے بڑے کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتیں، شوہر ہو، اولاد ہو، بہن ہو، چوپایہ ہو، آگ ہو، پانی ہو، گھر ہو، بجلی ہو، جس چیز پر بھی غصہ آتا ہے نہ جانے اس کے خلاف زبان سے کیا کچھ الٹی سیدھی باتیں بکتی چلی جاتی ہیں، مثلاً کسی کو ناس پیٹا، یا ناس پیٹی، یا کیڑے پڑا، یا کیڑے پڑی کہہ دیا، کسی کو کہہ دیا کہ

---

[۱] وقد یستعمل فی الشتم والکلام القبیح یعنی عادتکن إکثار اللعن والشتم والإیذاء باللسان (مرقاۃ المفاتیح ج ا ص ۹۳، کتاب الایمان)

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم :(تکثرن الشکاۃ)ھو بفتح الشین أی الشکوی (شرح النووی علیٰ مسلم، ج۶ ص ۱۷۵، باب من کتاب صلاۃ العیدین)

وقولہ " :تکثرن الشکاۃ "؛ یعنی :التشکی با لأزواج ؛ أی :یکتمن الإحسان ، ویظھرن التشکّی کثیرًا (المفھم لمااشکل فیہ من کتاب مسلم، کتاب الجمعۃ، باب ما یقال فی الخطبۃ)

www.idaraghufran.org

اسے آگ لگے، کسی کو کہہ دیا اسے موت آئے، کسی کو ملعون، مردود، خبیث، خنزیر، کتا، کتی، حرام زادہ یا حرام زادی کہہ دیا۔

اس طرح کی بے شمار لعنت وملامت کی باتیں عورتوں کی زبان سے نکلتی ہیں۔

اس طرح کی سب باتیں لعن طعن کرنے میں داخل ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس حدیث میں بیان فرمودہ خواتین کے پہلے اوراختیاری عیب یعنی کثرت سے لعنت ملامت کرنے اور بدزبانی وزبان درازی کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''کثرت سے لعنت ملامت کرنے کا عیب عورتوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک ان کا یہی مشغلہ ہے، جس سے دشمنی ہے اس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اس کو کوستی (اور بددعا دیتی) ہیں، اپنی جان کو بھی کوستی (اور بددعا دیتی) ہیں اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت ملامت کرنے کے قابل ہو یا نہ ہو، کوستی (اور بددعا دیتی) ہیں۔

یادرکھو! بعض وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے کہ اس میں اللہ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے، قبول ہوجاتا ہے اور وہ کوسنا (اور بددعا کرنا) لگ جاتا ہے، پھر پچھتانا (اور شرمندہ ہونا) پڑتا ہے۔

ہمارے ہاں ایک شخص ہے اس کا بدن رہ گیا ہے، اور اس میں کھنچاوٹ ہوتی ہے، چارپائی سے ہل نہیں سکتا اور سخت تکلیف میں ہے، اس کی ماں نے کسی شرارت پر یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چارپائی کو لگ جاوے، خدا کی قدرت وہ ایسا ہی ہوگیا اور اس کی مصیبت والدہ ہی کو اُٹھانی پڑی'' (تسہیل المواعظ ج ۱ ص ۶۲۳ و ۶۲۴، وعظ عورتوں کی اصلاح)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

’’عورتوں میں قوتِ بیانیہ اور قوتِ استدلال نہیں ہوتی (یعنی خواتین میں عقل و دین ناقص ہونے کی وجہ سے بات کرنے کا ڈھنگ اور اپنی بات کی دلیل پیش کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا) مرد کے ساتھ جب ان کی گفتگو ہوتی ہے وہ بے چارہ اس سے رنج ہی اُٹھاتا ہے وہ تو مناظرہ رشیدیہ کے قانون سے (یعنی دوسرے سے بات کرنے کے کتابوں میں بیان کیے گئے قاعدہ کے مطابق) گفتگو کرتا ہے اور یہ (عورتیں) اُلٹی سیدھی ہانکے چلی جاتی ہیں۔

بس زبان چلائے جائیں گی خواہ ایک بات بھی موقع کی نہ ہو، مرد بے چارہ ان کی زبان زوری دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے مگر یہ (عورتیں) کبھی خاموش نہیں ہوتیں۔

آخر یہ (عورتیں) مناظرہ میں اس (مرد) پر غالب آ جاتی ہیں۔

اگر محض (صرف) بولنے (اور) بک بک کرنے کا نام مناظرہ ہے، تو گدھا بڑا مناظِر ہے (کیونکہ وہ بہت ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے)

ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر (کمی) ہے اگر وہ مِٹ جائے تو یہ سچ مُچ کی حوریں بن جائیں گی، وہ کسر (کمی) کیا ہے؟ کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے، ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے جیسے بچھو کا ڈنک، ذرا سی حرکت میں آدمی بلبلا جاتا ہے۔

ایک بزرگ نے اس (زبان درازی) کا خوب علاج کیا تھا، اِن سے ایک عورت نے شکایت کی کہ خاوند سے روز لڑائی رہتی ہے کوئی ایسا تعویذ دیجئے کہ لڑائی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک بوتل میں پانی لے آؤ میں پڑھ دوں گا، اس سے لڑائی نہ ہوگی۔ وہ بوتل میں پانی لائی انہوں نے اس پر کچھ جھوٹ موٹ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر گھر میں آیا کرے تو اس پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو، پھر لڑائی نہ ہوگی۔ اس (عورت) نے ایسا ہی کیا، واقعی لڑائی ختم ہوگئی۔

پانی کا دَم کرنا تو نام کے واسطے تھا، اصل تدبیر یہ تھی کہ جب پانی منہ میں لیکر بیٹھ جائے گی تو زبان قینچی کی طرح نہ چلے گی۔ اور لڑائی ہوتی تھی اس کی بدزبانی سے،

اس لئے ان بزرگ نے اس کے بند کرنے کی یہ حکیمانہ (اور عقلمندانہ) تدبیر کی۔
اب بھی عورتیں اگر کسی طرح منہ بند کرلیں تو واقعی کبھی لڑائی نہ ہو............در اصل بات یہی ہے کہ عورتوں کی بدزبانی بگاڑ کی جڑ ہے، یہ عیب عورتوں سے نکل جائے تو یہ سچ مچ حوریں بن جائیں'' (اصلاحِ خواتین ص ۱۳۵، ۱۳۶ ملخصاً بحوالہ وعظ کساء النساء)

تو خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کا پہلا سبب لعن طعن کرنا اور بددعا کرنا ہوا، لہٰذا خواتین کو چاہئے کہ وہ لعن طعن کرنے سے اپنے آپ کو بچایا کریں۔

(۲)......خواتین کا خصوصاً شوہر کی ناشکری کرنا

اس حدیث میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے جہنم میں کثرت سے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے خواتین کا دوسرا عیب اور دوسری کمزوری جو بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ:

''وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ''

کہ ''تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو''

''عشِیر'' کے معنٰی ساتھ رہنے سہنے والے کے آتے ہیں، اور خواتین کے ساتھ زیادہ رہن سہن شوہر کا ہوتا ہے، اس لئے بہت سے محدثین نے اس حدیث میں ''عشِیر'' سے مراد شوہر کو لیا ہے، ورنہ دوسرے ساتھ رہنے والے (مثلاً بھائی، وغیرہ) بھی اس میں داخل ہیں۔ [1]

---

[1] وتكفرن بضم الفاء العشير أى المعاشر الملازم وهو الزوج ههنا وكفرانه جحد نعمته وإنكارها أو سترها بترك شكرها و فى الحديث ومن لم يشكر الناس لم يشكر الله يعنى شكرا كاملا فإنه شكر المسبب ولم يشكر السبب واستعمال الكفران فى النعمة والكفر فى الدين (مرقاة المفاتيح، ج ا ص ۹۳، كتاب الايمان)

قوله صلى الله عليه وسلم :(وتكفرن العشير)قال أهل اللغة :يقال :هو العشير المعاشر والمخالط ، وحمله الأكثرون هنا على الزوج .وقال آخرون :هو كل مخالط .قال الخليل :يقال :هو العشير والشعير على القلب ومعنى الحديث أنهن يجحدن الإحسان لضعف عقلهن وقلة معرفتهن فيستدل به على ذم من يجحد إحسان ذى إحسان (شرح النووى علىٰ مسلم، ج ٦ ص ۱۷۵، باب من كتاب صلاة العيدين)

www.idaraghufran.org

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، إِنَّكُنَّ أَكْثَرُ حَطَبِ جَهَنَّمَ فَنَادَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ جَرِيْئَةً عَلٰى كَلَامِهٖ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّكُنَّ إِذَا أُعْطِيْتُنَّ لَمْ تَشْكُرْنَ، وَإِذَا ابْتُلِيْتُنَّ لَمْ تَصْبِرْنَ، فَإِذَا أُمْسِكَ عَنْكُنَّ شَكَوْتُنَّ، وَإِيَّاكُنَّ وَكُفْرَانَ الْمُنَعِّمِيْنَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كُفْرَانُ الْمُنَعِّمِيْنَ؟ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَقَدْ وَلَدَتْ لَهُ الْوَلَدَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَتَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ(المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٤٢٦، ج٢٤ص١٦٨) [1]

ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! تم بکثرت جہنم کا ایندھن بنوگی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے پر کچھ (بولنے، پوچھنے کی) ہمت ہو جاتی تھی، کہ اے اللہ کے رسول! ایسا کس وجہ سے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا، اس لئے کہ تمہیں جب دیا جاتا ہے تو تم شکر نہیں کرتیں، اور جب تم آزمائش میں مبتلا کی جاتی ہو (یعنی کچھ کم ملتا ہے، یا نہیں ملتا) تو صبر نہیں کرتی، پس جب تم سے روک لی جاتی ہے، تو شکایت کرتی ہو، تم اپنے آپ کو نعمت دینے والوں کی ناشکری سے بچاؤ، میں نے عرض کیا کہ نعمت دینے والوں کی ناشکری کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے پاس ہوتی ہے (جو شوہر کے توسط سے ملنے والی عظیم نعمت اور خیر ہے) اور اس کے دو بلکہ تین بچے بھی ہو جاتے ہیں، پھر (اس کے باوجود) وہ شوہر

---

[1] قال الهيثمي:
رواه الطبراني وفيه شهر وهو ضعيف وقد وثق، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج٤ص ٣١١)

www.idaraghufran.org

کو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی خیر کو نہیں دیکھا (طبرانی)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ (بخاری) [1]

ترجمہ: مجھے جہنم دکھلائی گئی، تو جہنمیوں میں اکثر عورتیں تھیں، جو کہ ناشکری کرتی ہیں، عرض کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساتھ زندگی گزارنے والے کی ناشکری کرتی ہیں، اور احسان کو فراموش کرتی ہیں، اگر آپ ان میں سے کسی عورت کے ساتھ ایک مدت تک اچھا سلوک کرتے رہو، پھر وہ آپ سے کچھ دیکھے (اور کسی وقت ذرا سی بات اس کی طبیعت کے خلاف ہو جائے) تو (اس لمبی مدت کے اچھے سلوک کے باوجود) عورت کہتی ہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی (بخاری)

واقعی خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ عموماً اسی طرح کا برتاؤ کرتی ہیں، اس حدیث میں خواتین کے مزاج کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ بھی بالکل حقیقت کے مطابق ہے کہ عورتوں میں ناشکری اور احسان فراموشی بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ [2]

اس سے معلوم ہوا کہ خواتین ناشکری اور احسان فراموشی کی وجہ سے کثرت سے جہنم میں

---

[1] رقم الحديث ۲۹، كتاب الايمان، باب كفران العشير، مسلم رقم الحديث ۹۰۷"۱۷" كتاب الكسوف، باب ماعرض على النبى صلى الله عليه وسلم فى صلاة الكسوف من امر الجنة والنار.

[2] فقالوا بم أى بسبب أى شىء من الأعمال يا رسول الله قال بكفرهن قيل يكفرن بالله قال يكفرن العشير أى الزوج المعاشر ويكفرن الإحسان قال الطيبى جملة معطوفة على الجملة السابقة على طريق أعجبنى زيد وكرمه اه والمراد بالكفر هنا ضد الشكر وهو الكفران وبيانه قوله لو أحسنت الخطاب عام لكل من يتأتى منه الإحسان إلى إحداهن الدهر أى جميع الزمان أو الزمن الطويل ثم رأت منك شيئا أى يسيرا من المكاره وأمرا حقيرا من الإساءة والشر قالت ما رأيت منك خيرا قط أى فى جميع ما مضى من العمر (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۰۹۴، كتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

www.idaraghufran.org

جائیں گی۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لاَ یَنظُرُ اللّٰہُ إِلٰی اِمْرَأَۃٍ لَا تَشْکُرُ لِزَوْجِھَا وَھِیَ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْہُ (السنن الکبریٰ للنسائی) [1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائیں گے، جو اپنے شوہر کی شکر گزار (وقدر دان) نہ بنے، دراں حالیکہ وہ عورت اپنے شوہر سے مستغنی (وبے نیاز) نہیں ہے (نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت اپنے شوہر کی ناشکری کرے گی، وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگی۔

اور حضرت حصین بن محصن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَمَّۃً لَہٗ أَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ، فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِھَا، فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: کَیْفَ أَنْتِ لَہٗ؟ قَالَتْ: مَا آلُوْہُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْہُ، قَالَ: فَانْظُرِیْ أَیْنَ أَنْتِ مِنْہُ، فَإِنَّمَا ھُوَ جَنَّتُکِ وَنَارُکِ (مسند احمد) [2]

---

[1] رقم الحدیث ۹۰۸۶، کتاب عشرۃ النساء، باب شکر المرأۃ لزوجھا، واللفظ لہ، سنن البیھقی رقم الحدیث ۱۴۷۲۰، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۷۷۱، مسند البزار رقم الحدیث ۲۳۴۹.
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاہ (حوالہ بالا)
وقال الذھبی فی التلخیص: صحیح.
وقال الھیثمی: رواہ البزار باسنادین والطبرانی وأحد إسنادی البزار رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج۴ ص ۳۰۹)
وقال المنذری: رواہ النسائی والبزار بإسنادین رواۃ أحدھما رواۃ الصحیح والحاکم وقال صحیح الإسناد (الترغیب والترھیب، تحت حدیث رقم ۲۹۸۷، کتاب النکاح)

[2] رقم الحدیث ۱۹۰۰۳؛ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۴۴۸، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۷۶۹، شعب الایمان للبیھقی، رقم الحدیث ۸۳۵۵، ورقم الحدیث ۸۳۵۶، المعجم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ان کی ایک پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کام کی غرض سے آئیں، جب کام مکمل ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ کیا تم شوہر والی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتی، اِلَّا یہ کہ کسی کام سے عاجز آ جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے شوہر کی طرف سے اپنے آپ کو اچھی طرح دیکھ لینا، کیونکہ وہ آپ کی جنت بھی ہے اور جہنم بھی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے جنت اور بدسلوکی کرنے سے جہنم حاصل ہوگی۔

اور جہاں ایک طرف شوہر کی ناشکری اور شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرنے پر جہنم کی وعید آئی ہے، دوسری طرف شوہر کے ساتھ نیک سلوک اور شوہر کی فرمانبرداری کرنے پر جنت کی عظیم بشارت بھی آئی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۵۲۸،السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۹۲۰، ،مسند اسحاق بن راھویه رقم الحدیث ۲۱۸۲.

قال الحاکم: ھکذا رواہ مالک بن أنس، وحماد بن زید، والدراوردی، عن یحیی بن سعید، وھو صحیح، ولم یخرجاه

وقال الذھبی فی التلخیص:صحیح.

وقال الھیثمی:

رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط إلا أنه قال فانظری کیف أنت له ، ورجاله رجال الصحیح خلا حصین وھو ثقة(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۶)

وقال فی موضع آخر:

رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط إلا أنه قال فانظری کیف أنت له ، ورجاله رجال الصحیح خلا حصین وھو ثقة.(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۶،باب حق الزوج علی المرأة)

وفی حاشیة مسند احمد: إسناده محتمل للتحسین.

www.idaraghufran.org

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا: اُدْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۱) [1]

ترجمہ: جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو اسے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے آپ چاہیں داخل ہو جائیں (مسند احمد)

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَالِدَاتٌ حَامِلَاتٌ رَحِيْمَاتٌ لَوْلَا مَا يَأْتِيْنَ إِلٰى أَزْوَاجِهِنَّ لَدَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ (مستدرک حاکم) [2]

---

[1] ورواه المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۸۸۰۵، عن عبدالرحمن بن عوف، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ۴۱۶۳ ، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۴۵۹۸، ورقم الحديث ۴۷۱۵، عن ابی هريرة، مسند البزار رقم الحديث ۷۴۸۰ عن انس.

قال الهيثمی:

رواه أحمد والطبرانی فی الاوسط وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن ، وبقية رجاله رجال الصحيح.(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۶، باب حق الزوج على المرأة)

وقال فی موضع آخر :

رواه البزار وفيه داود بن الجراح وثقه أحمد وجماعة وضعفه جماعة وقال ابن معين وهم فی هذا الحديث ، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۵)

وقال شعيب الأرنؤوط :حديث صحيح(صحيح ابنِ حبان، حواله بالا)

[2] رقم الحديث ۷۳۳۱، ج۴ص۱۹۱، كتاب البر والصلة، واللفظ لهٗ، سنن ابنِ ماجة رقم الحديث ۲۰۱۳، عن ابی امامة.

ورواه المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۷۹۸۵، ورقم الحديث ۷۹۸۶، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۷۲۱۱، المعجم الصغير للطبرانی رقم الحديث ۸۹۸ ، شعب الايمان للبيهقی رقم الحديث ۸۳۲۴، مسند الطيالسی رقم الحديث ۱۲۲۲ ، مسند احمد رقم الحديث

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: اولاد والی، حاملہ اور (اپنے بچوں پر) رحم کرنے والی عورتیں اگر اپنے شوہروں کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار نہ کریں (جو عام طور سے ان کی عادت ہے، یعنی ناشکری وغیرہ) تو ان میں نماز پڑھنے والی عورتیں جنت میں ضرور داخل ہو جائیں (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے ساتھ بدسلوکی اور ناشکری عورتوں کے لئے جنت میں جانے میں رکاوٹ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

نِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اَلْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ،اَلَّتِيْ إِذَا آذَتْ، أَوْ أُوْذِيَتْ ، أَتَتْ زَوْجَهَا ، حَتّٰى تَضَعَ يَدَهَا فِيْ كَفِّهٖ ، فَتَقُوْلُ:لَا أَذُوْقُ غَمْضًا حَتّٰى تَرْضٰى (مداراة الناس لابنِ ابی الدنیا) [1]

ترجمہ: تمہاری جنتی عورتیں وہ ہیں، جو کہ (شوہروں سے) محبت کرنے والی ہوں، اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں، جو کہ (شوہر کو) کوئی تکلیف پہنچائیں یا ان کو (شوہر کی طرف سے) تکلیف پہنچے، تو وہ (شوہر کے ناراض ہونے کی صورت میں بہرحال) اپنے شوہر کے پاس آئیں، اور اس کی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہیں کہ میں اس وقت تک نیند کا ذائقہ نہیں چکھوں گی، جب تک آپ راضی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

۲۲۱۷۳، مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۲۱۹ عن ابی امامة،مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۰۶۰۲ عن ابی قلابة مرسلاً .

قال الحاكم: هـذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه "وقد أعضله شعبة، عن الأعمش.

وقال الذهبی فی التلخیص:علی شرط البخاری ومسلم.

[1] رقم الحدیث ۱۷۶،ج ۱ ص۱۴۷،۱۴۸،باب مداراة المرأة لزوجها وحسن معاشرتها إياه،الناشر : دارابنِ حزم ،بیروت،واللفظ لهٗ، تاریخ دمشق،ج۵ص ۳۶۱، تحت ترجمة أحمد بن محمد بن سعيد أبي عثمان بلفظ "العود على زوجها التي إذا غضب جاء ت الخ"

Idara Ghufran

نہ ہو جائیں (ابن ابی الدنیا)

مطلب یہ ہے کہ خواہ زیادتی عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے، لیکن بہرحال خفگی اور ناراضگی دور کرنے کے لئے عورت شوہر کو راضی کرے، تو یہ عورت کے لئے جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

اور حضرت ابواذ ینہ صدفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

خَيْـرُ نِسَـائِكُمُ الْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ الْمَوَاتِيَةُ الْمُوَاسِيَةُ إِذَا اتَّقَيْنَ اللّٰهَ وَشَرُّ نِسَـائِكُـمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ (سنن البیہقی) [1]

ترجمہ: تم میں سے بہترین عورتیں وہ ہیں، جو کہ (شوہروں سے) محبت کرنے والی ہوں، اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں، اور شوہر کی اطاعت وموافقت کرنے والی ہوں، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں؛ اور تم میں سے شریر ترین وہ عورتیں ہیں جو کہ اپنی زینت کو اجنبیوں کے لئے ظاہر کرنے والی ہوں، اور تکبر اختیار کرنے والی ہوں، اور وہ منافق ہیں (یعنی نفاقِ عملی میں مبتلا ہیں) ایسی عورتوں میں سے جنت میں صرف اعصم کووں کی مقدار کے برابر ہی داخل ہونگیں (بیہقی)

اعصَم کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے کہ جن کی چونچ اور پاؤں سرخ ہوتے ہیں، اور وہ مقدار میں بہت کم ہوتے ہیں، اسی حیثیت سے کم مقدار کے ساتھ عورتیں جنت میں داخل ہونگیں، اور

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۴۷۸، کتاب النکاح، باب استحباب التزوج بالودود الولود.
وفی إسناده عبد الله بن صالح کاتب اللیث، وهو ضعیف (حاشیة مسند احمد، تحت حدیث رقم ۱۷۷۷۰)

قال الالبانی:

قلت: و هذا إسناد رجاله ثقات علی ضعف فی عبد الله بن صالح لکنه قد توبع (السلسلة الصحیحة تحت حدیث رقم ۱۸۴۹)

www.idaraghufran.org

زیادہ مقدار میں جہنم میں داخل ہونگیں۔ [1]

یوں تو کسی بھی انسان کی ناشکری اوراحسان فراموشی کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں براعمل ہے، بلکہ جوانسان بندوں کاشکرنہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کاشکرگزار بندہ بھی شمار نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰهَ (ترمذی) [2]

ترجمہ: جو بندوں کاشکرادانہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکرادانہیں کرتا (ترمذی)

اور شوہر کا حق اور درجہ تو سب انسانوں سے زیادہ ہے، لہٰذا شوہر کی ناشکری اوراحسان فراموشی کاوبال اسی نسبت سے زیادہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَی الْمَرْأَةِ ؟ قَالَ: زَوْجُهَا،

---

[1] (خیر نسائكم الولود الودود) أالمتحببة إلى زوجها (المواسية المواتية) أى الموافقة للزوج (إذا اتقين الله أى خفنه وأطعنه فى فعل المأمور وتجنب المنهى (وشر نسائكم المتبرجات) أى المظهرات زينتهن للأجانب وهو مذموم لغير الزوج (المتخيلات) أى المعجبات المتكبرات والخيلاء بالضم العجب والتكبر (وهن المنافقات) أى يشبههن (لا يدخل الجنة منهن إلا مثل الغراب الأعصم) الأبيض الجناحين أو الرجلين أراد قلة من يدخل الجنة منهن لأن هذا الوصف فى الغراب عزيز (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۴۰۹۲)

[2] رقم الحديث ۱۹۵۴، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى الشكر لمن أحسن إليك، عن ابى هريرة.

ورواه ابوداؤد رقم الحديث ۴۸۱۱، مسند احمد رقم الحديث ۷۵۰۴، عن ابى هريرة ، ورقم الحديث ۱۱۲۸۰ عن ابى سعيد الخدرى، ورقم الحديث ۱۸۴۴۹ عن النعمان بن بشير ،و رقم الحديث ۲۱۸۳۸ عن الاشعث بن قيس ، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۵۱۹، عن اسامة .

قال المنذرى:

رواه أبو داود والترمذى وقال صحيح (الترغيب والترهيب ، تحت حديث رقم ۱۴۳۷)

وقال الهيثمى:

رواه كله أحمد والطبرانى ورجال أحمد ثقات (مجمع الزوائد ج۸ص ۱۸۰، باب شكر المعروف ومكافأة فاعله)

Idara Ghufran

قُلْتُ: فَأَيُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ ؟ قَالَ: أُمُّهُ (مستدرک حاکم) [۱]

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! عورت پر لوگوں میں سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ شوہر کا، میں نے عرض کیا کہ مرد پر لوگوں میں سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کا (حاکم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّى الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّىَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِىَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ (ابنِ ماجه) [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۷۳۵۳، ج۴ص۱۶۷، كتاب البر والصلة، واللفظ لهٗ،السنن الكبرىٰ للنسائى رقم الحديث ۹۱۰۳،عن ابى هريرة.

قال الهيثمى: وفيه أبو عتبة ولم يحدث عنه غير مسعر ، وبقية رجاله رجال الصحيح .(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۹،باب حق الزوج على المرأة)

وقال البوصيرى:هذا إسناد حسن(اتحاف الخيرة المهرة ،كتاب النكاح، باب ترغيب الزوج فى الوفاء بحق زوجته الخ)

وقال المنذرى:رواه البزار والحاكم وإسناد البزار حسن(الترغيب والترهيب ،تحت حديث رقم ۲۹۷۳، كتاب النكاح)

[۲] رقم الحديث ۱۸۵۲ ،كتاب النكاح،باب حق الزوج على المرأة،عن عبدالله بن ابى اوفىٰ،واللفظ لهٗ.

ورواه سنن البيهقى رقم الحديث ۱۴۷۱۱ ،صحيح ابن حبان رقم الحديث ۴۱۷۱، عن عبدالله بن ابى اوفىٰ،المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۵۰۸۴، ورقم الحديث ۵۱۱۷، عن زيد بن ارقم ، مستدرك حاكم رقم الحديث ۷۳۲۵ ، المعجم الكبير للطبرانى رقم الحديث ۹۰،ورقم الحديث ۵۱۱۶،مسند احمد رقم الحديث ۱۹۴۰۳ ،مصنف عبدالرزاق رقم الحديث ۲۰۵۹۶،عن معاذ بن جبل.

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير والاوسط بنحوه ورجاله رجال الصحيح خلا المغيرة بن مسلم وهو ثقة.(مجمع الزوائد ج۴ص۳۰۸،باب حق الزوج على المرأة)

وقال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه "(حواله بالا)

وقال الذهبى فى التلخيص :على شرط البخارى ومسلم.

ترجمہ: اگر میں کسی کو اس بات کا حکم دیتا کہ وہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اور قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ عورت اپنے رب کے حق کو اس وقت تک ادا نہیں کرسکتی، جب تک کہ اپنے شوہر کے حق کو ادا نہ کردے، اور اگر شوہر اس کو طلب کرے، اور وہ اونٹ کی پیٹھ کے اوپر رکھے ہوئے کجاوے میں ہو، تب بھی شوہر کو منع نہ کرے (حاکم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ غَيْرَ رَمَضَانَ وَلَا تَأْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ (ابوداؤد) [1]

ترجمہ: عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر غیر رمضان کا (یعنی نفلی) روزہ نہ رکھے، اور شوہر کے گھر میں شوہر کے ہوتے ہوئے کسی کو اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دے (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِثْنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُءُوْسَهُمَا: عَبْدٌ آبِقٌ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ (المعجم الاوسط للطبرانی) [2]

---

[1] رقم الحديث ۲۴۵۸، كتاب الصوم، باب المرأة تصوم بغير إذن زوجها، واللفظ لهٗ، بخاری، رقم الحديث ۵۱۹۵، مسند احمد رقم الحديث ۸۱۸۸، عن ابی هريرة.

[2] رقم الحديث ۳۶۲۸، المعجم الصغير للطبرانی رقم الحديث ۴۷۸، مستدرک حاكم رقم الحديث ۷۳۳۰.

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الصغير والاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۴ ص۳۱۵، باب حق الزوج على المرأة)

وقال المنذری: رواه الطبرانی فی الأوسط والصغير بإسناد جيد والحاكم (الترغيب والترهيب، كتاب البيوع)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: دو آدمیوں کی نماز ان کے سر کے اوپر سے آگے نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں کی جاتی) ایک وہ غلام جو اپنے مالکوں سے بھاگ جائے، یہاں تک کہ ان کی طرف لوٹ کر نہ آ جائے، اور ایک وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے، یہاں تک کہ باز نہ آ جائے (طبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

يَا مَعاشِرَ النِّسَاءِ ، لَوْ تَعْلَمْنَ حَقَّ أَزْوَاجِكُنَّ عَلَيْكُنَّ لَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ مِنْكُنَّ تَمْسَحُ الْغُبَارَ عَنْ وَجْهِ زَوْجِهَا بِحُرِ وَجْهِهَا(مصنف ابنِ ابی شیبة)[1]

ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! اگر تم اپنے شوہروں کا وہ حق جان لو، جو تمہارے ذمہ ہے، تو تم میں سے عورت اپنے شوہر کے چہرے کے غبار کو اپنے چہرے کے ظاہری حصے سے صاف کرے (ابنِ ابی شیبہ)

مگر آج کل اکثر خواتین اپنے شوہروں کے درجے اور ان حقوق کو نہیں جانتیں، اور اگر جانتی بھی ہیں، تو ان پر عمل نہیں کرتیں۔

بالخصوص جس عورت کو دنیا میں کوئی عہدہ ومنصب اور علم وہنر وغیرہ حاصل ہوتا ہے، یا کچھ دینداری ہوتی ہے، اور اس کے شوہر میں وہ خوبی نہیں ہوتی، تو ایسی عورت اپنے شوہر کا ادب واحترام اور اس کے حقوق کا خیال نہیں کرتی، بلکہ اپنے آپ کو اپنے شوہر سے افضل واعلیٰ سمجھنے لگتی ہے۔

حالانکہ احادیث میں شوہر کا جو مقام اور درجہ اور حقوق بتلائے گئے ہیں، وہ شوہر ہونے کی حیثیت سے ہیں، شوہر ہونے کی حیثیت کے علاوہ کسی اور حیثیت سے نہیں ہیں۔

جس کا تقاضا یہ ہے کہ شوہر خواہ عالم ہو یا جاہل، اور نیک ہو یا نیک نہ ہو، اور اس کے مقابلہ میں بیوی کتنی ہی عالمہ وفاضلہ کیوں نہ ہو، بہر حال شوہر ہونے کی حیثیت سے شوہر کا ادب

[1] رقم الحدیث ۱۷۴۱۴، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی امرأته ؟

www.idaraghufran.org

واحترام اوراس کے حقوق کی رعایت ضروری ہے، اوراس کی خلاف ورزی کر کے عورت کا اپنے آپ کو کسی ذاتی ہنر وفضیلت پر جنت کا مستحق سمجھ لینا درست نہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ حدیث میں بیان کردہ خواتین کے دوسرے اختیاری عیب یعنی ''ناشکری'' کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ناشکری کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہے، حدیث میں بھی عورتوں کی اس صفت کا ذکر آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ

کہ لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے ،اگرتم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان وسلوک کرتے رہو، پھر کبھی کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہوجائے تو صاف یوں کہیں گی

مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ.

کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی

ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں'' (اصلاحِ خواتین ص۱۳۹، ۱۴۰، بحوالہ وعظ حقوق البیت ص۴۹)

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے، اگر خدا تعالیٰ ان کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرمادیں تو یہ اس کو غنیمت نہیں سمجھتیں، نہ اس پر خدا کا شکر کرتی ہیں۔ بلکہ ناشکری کرتی رہتی ہیں کہ ہائے ہمارے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ حدیث میں بھی ان کی اس صفت کا تذکرہ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں ہمیشہ سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

لَوْاَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَثُمَّ رَأَتْ مِنْکَ شَیْئًاقَالَتْ مَارَأَیْتُ مِنْکَ خَیْرًاقَطُّ .

کہ اگر تم کسی عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا برتاؤ کرتے رہو، پھر کبھی ایک دفعہ کوئی خلافِ مزاج بات دیکھ لے تو وہ یوں کہے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

بس ذراسی بات میں ساری عمر کے احسانات فراموش کر جاتی ہیں، جہاں کسی دن اِن کو شوہر کے گھر میں کھانے پہننے کی تنگی ہوئی اورانہوں نے اس کو منہ پر لانا شروع کیا کہ اِس نِگوڑے (نکھٹو، ناکارہ، نامراد اور منحوس) کے گھر میں آ کر تو میں نے سدا (ہمیشہ) تنگی ہی دیکھی، ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر کنویں میں دھکّا دے دیا، میں نے اس منحوس کے گھر میں کیا آرام دیکھا؟

غرض جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہیں اور اس کا ذرا خیال نہیں کرتیں کہ آخر اسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش برتا ہے، مجھے اس کو نہ بھولنا چاہیے۔اور خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے کُلفت (تکلیف) آج ہی دِکھلائی اور زیادہ زمانہ عیش میں گزرا ہے'' (خطباتِ حکیم الامت ج۲۰ بعنوان حقوق الزوجین وعظ الکمال فی الدین ص۷۶ واصلاحِ خواتین ص۱۳۹،۱۴۰)

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ خواتین کی ناشکری کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جس قدر اِن (عورتوں) کو دیا جاوے، سب تھوڑا ہے، مجھ کو (دہلی شہر کے ایک مشہور مقرِّر) مولوی عبدالرب صاحب کا ایک لطیفہ یاد آ گیا وہ فرماتے تھے کہ:

ان (عورتوں) کے پاس کتنا ہی کپڑا ہو، جب پوچھو کہ کپڑا ہے؟ تو کہیں گی کیا ہے چار چیتھڑے۔

اور کتنے جوڑے جُوتے کے ہوں مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہے دو لیتھڑے۔

اور برتن کیسے ہی عمدہ اور کثرت سے ہوں مگر یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہے چار ٹھیکرے۔

(خیر یہ تو مولوی صاحب کا لطیفہ ہے مگر حقیقت میں عورتوں کی عادت کا فوٹو انہوں نے خوب کھینچا) ایک عورت خود کہتی تھی کہ ہمارا حال تو دوزخ کا سا ہے کہ اس کو کہا جاوے گا:

هَلِ امْتَلَأْتِ؟ کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ جواب میں کہے گی۔

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کہ کچھ اور بھی ہے)'' (خطباتِ حکیم الامت ج۲۰ بعنوان حقوق الزوجین ص۱۸۳،۱۸۴، وعظ اصلاح النساء، وصفحہ۷۷ وعظ الکمال فی الدین)

اور خواتین کے شوہر کی ناشکری کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت فرماتے ہیں کہ:

''زیور اور لباس میں تو ان کی بالکل یہی حالت ہے کہ جہاں کوئی نئی چیز دیکھی اور اِن کی رال ٹپکی، چاہے اپنے پاس کتنا ہی زیور ہو اور کیسا ہی عمدہ کپڑا ہو مگر نئی وضع اور نیا طرز دیکھ کر اپنی چیز سے معاً (فوراً) دل اتر جاتا اور دوسری بنوانے کی فکر ہو جاتی ہے .... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انہماک (یعنی دنیا کی چیزوں میں گُم ہو جانے) سے منع فرماتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری چیزوں میں دل اٹکا ہوا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اختصار کرو، مثلاً ایک عورت پان چھوڑ سکتی ہے، وہ پان چھوڑ دے، ایک چائے کی عادی ہے جس میں دل اٹکا رہتا ہے وہ چائے چھوڑ دے، ایک روپئے گز کا (یعنی مہنگا اور قیمتی) کپڑا پہنتی ہے وہ ۱۲ آنے گز کا (یعنی سستا اور ہلکا) پہننے لگے، علٰی ھٰذا (یعنی اسی پر دوسری چیزوں کو قیاس کرلو)

اسی طرح تمام اخراجات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدرِ ضرورت پر اکتفا کرو، پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں۔ ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے یہ تو مباح (جائز) کیا واجب ہے، دوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اُس کے ہونے سے راحت ملتی ہے اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی، گو کام چل جائے گا، مگر دِقّت سے چلے گا، ایسے سامان کے رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ ایک سامان اس قسم کا ہے جس پر کوئی کام نہیں اٹکتا، نہ اُس کے بغیر تکلیف ہوگی مگر اُس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے کا بشرطِ وسعت مضائقہ (یعنی اگر حیثیت ہو تو حرج) نہیں، یہ بھی جائز ہے، ایک یہ کہ دوسروں کو دکھانے اور اُن کی نگاہ میں بڑا بننے کے لئے کچھ سامان رکھا جائے یہ حرام ہے، پس جو عورتیں اپنی راحت کے لئے یا اپنا اور اپنے خاوند کا جی خوش کرنے کے لئے قیمتی کپڑا یا زیور پہنتی ہیں ان کو تو بشرطِ مذکور (یعنی اپنی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے) گناہ نہیں ہوتا اور جو محض دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو ذلیل وخوار بھنگنوں (اور جمع داروں) کی طرح رہتی ہیں اور جب کہیں تقریب میں نکلیں گی تو نواب کی بچی بن کر جائیں گی جیسے لکھنؤ کے مزدور دن بھر تو لنگوٹہ باندھ کر مزدوری کریں گے اور شام کو کرایہ کے کپڑے پہن کر جیب میں دو پیسے ڈال کر نکلتے ہیں جن میں سے ایک پیسہ کا تو پان کا بیڑہ لیں گے اور ایک پیسہ کا پھولوں کا گجرا گلے میں ڈالیں گے، جیسے کسی نواب کے بچے ہوں۔

اب عورتیں دیکھ لیں کہ یہ جو جوڑے بدل بدل کر جاتی ہیں اس میں ان کی نیت کیا ہے؟

اگر اپنی راحت اور دل کی خوشی ہے تو گھر میں اس ٹھاٹ سے کیوں نہیں رہتیں؟

بعضی کہتی ہیں کہ ہم تو اپنے خاوند کی عزت کے لئے عمدہ جوڑا پہن کر نکلتے ہیں اگر اس تاویل (بہانہ) کو مان لیا جاوے تو پہلی دفعہ جو ایک جوڑا تم نے تقریب کے لئے نکالا تھا خاوند کی عزت کے لئے تمہارے خیال میں وہی کافی تھا۔ اب دیکھو کہ اگر کبھی تقریب میں پے در پے دو تین دن جانا ہو جائے تو تم تینوں دن اُسی ایک جوڑے میں جاؤ گی یا ہر دن نیا جوڑا بدلو گی؟

ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہر دن نیا جوڑا بدلا جاتا ہے، آخر یہ کیوں؟ خاوند کی عزت کے لئے تو ایک ہی بہت کافی تھا مگر (یہ مقصود) نہیں، اس واسطے ہر دن نیا جوڑا بدلتی ہیں، اس لیے ایک جوڑہ میں ہر دن نہیں جا سکتیں اگر اور بھی کچھ نہ بدلیں گی تو دوپٹہ تو ضرور ہی بدل لیں گی، کیونکہ وہ سب سے اوپر رہتا ہے سب کی نظریں اس پر پہلے پڑتی ہیں اس لیے اس کو ضرور ہی بدلیں گی تاکہ ہر دن نیا جوڑا معلوم ہو، پھر محفل میں بیٹھ کر ان کو زیور کے دِکھلانے کی حرص ہوتی ہے۔ بعضی تو اسی غرض کے لئے ننگے سر رہتی ہیں تاکہ سب کو سر سے پیر تک کا زیور نظر آ جائے اور جو اِن میں سے مولوئن (اور کچھ دیندار) ہیں وہ ننگے سر تو نہیں رہتیں مگر کسی نہ کسی بہانہ سے وہ بھی اپنا زیور دکھلا دیتی ہیں، کہیں سر کھجاتی ہیں کبھی کان کھجلاتی ہیں، یہ ریاء (دِکھلاوا) ہے اور اس غرض سے قیمتی کپڑا یا زیور پہننا حرام ہے۔

ایک مرض عورتوں میں یہ ہے کہ جب یہ کہیں محفل (تقریب اور فنکشن) میں جاتی ہیں تو سب کے لباس اور زیور کو سر سے پیر تک تاک لیتی ہیں تاکہ دیکھیں کہ ہم سے تو کوئی زیادہ نہیں اور ہم کسی سے گھٹے ہوئے تو نہیں؟ یہ بھی اُسی ریا (دکھلاوے) اور تکبر کا شعبہ ہے، یہ مرض مردوں میں کم ہے اگر دس آدمی ایک جگہ مجتمع (اکٹھے) ہوں تو مردوں میں سے کسی کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کس کا لباس کیسا ہے؟ اسی لیے مجلس سے اُٹھ کر وہ کسی کے لباس کا حال بیان نہیں کر سکتے اور عورتوں میں سے

ہر ایک کو یاد رہتا ہے کہ کس بی بی کے پاس کتنا زیور تھا اور لباس کیسا تھا؟

یاد رکھو! اس غرض سے قیمتی لباس وغیرہ پہننا جائز نہیں۔

اور یہ جو ضرورت وغیرضرورت کے درجات میں نے لباس وزیور کے متعلق بیان کیے ہیں، یہ انہیں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ درجے ہر چیز میں ہیں، مکان میں بھی، اور برتنوں میں بھی ہر چیز میں ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو وہ ضروری ہے اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیرضروری ہے، اب اگر اُس (غیرضروری) میں اپنا دل خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح (جائز) ہے اور اگر دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے۔ اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہیے (وعظ غریب الدنیا، مطبوعہ تھانہ بھون ص ۲۹ تا ۳۱ وخطباتِ حکیم الامت ج ۱۷، بعنوان دنیا و آخرت)

معلوم ہوا کہ عورتیں عام طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر نہیں کرتیں، اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اور ناقدری کرتی ہیں، اور اسی کے نتیجہ میں وہ حرص وطمع اور ریاء ودکھلاوے جیسے روحانی امراض کا شکار ہوتی ہیں، اور اسی ناشکری کے گناہ کے نتیجہ میں عورتیں اپنے شوہروں کو بھی کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا کراتی ہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’میں خاص عورتوں کو خطاب کرتا ہوں کہ ذرا وہ بھی دیکھ لیں کہ مال حاصل کرنے میں وہ کیا کیا کچھ گناہ کرتی ہیں؟ عورتیں خود تو کمانے کے قابل نہیں ہیں (بشرطیکہ کچھ حیاء وغیرت ہو) مگر کمانے والوں کو گناہوں میں زیادہ تر یہی مبتلا کرتی ہیں، ان کے منہ میں یہ زبان ایسی ہے کہ مردوں سے سب کچھ کرا لیتی ہے، بس انہوں نے پہلے سے نیت باندھ لی کہ ایک جوڑا ایسا بڑا بھاری اپنے پاس ہونا چاہیے، اب وہ مزدور گھر میں آیا یعنی شوہر اور انہوں نے فرمائش کی اور کہنے کا طریقہ ان کو ایسا آتا ہے کہ مرد کے دل میں بات گھستی چلی جاتی ہے، اب وہ ان کی فرمائش

پوری کرنے کے لئے رشوت ستانی اور ظلم سب کچھ کرتا ہے، کیونکہ حلال آمدنی میں اتنی گنجائش کہاں جو عورتوں کی فرمائشیں پوری ہوسکیں۔

پس ظاہر میں تو عورتوں کے پاس یہ بات کہنے کو ہے کہ ہم تو کمانے کے قابل نہیں ہیں، مرد کماتے ہیں اور کمانے میں جو کچھ گناہ ہوتا ہے وہ مردوں ہی کے ذمہ ہے، مگر اس کی خبر نہیں کہ مردوں کو حرام کمائی پر مجبور کون کرتا ہے؟

میں سچ کہتا ہوں کہ زیادہ تر عورتوں کی فرمائشیں ہی مردوں کو حرام آمدنی اور رشوت ستانی وغیرہ پر مجبور کرتی ہیں، پس مردوں کے ان سب گناہوں کا سبب یہی (عورتیں) ہیں، اس لیے یہ بھی اس گناہ سے بچ نہیں سکتیں۔ اور میں مردوں کو متنبہ (آگاہ) کرتا ہوں کہ عورتوں کی فرمائشوں کا زیادہ تر سبب ان کا باہم ملنا جُلنا ہے، جب یہ محفلوں میں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حرص کرتی ہے کہ کاش میرے پاس بھی فلانی جیسا زیور اور کپڑا ہو............ اِن عورتوں کی نِگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ، کہیں محفل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے گی، اگر دس بیس مرد ایک جگہ بیٹھیں تو وہاں سے اُٹھ کر ایک دوسرے کا لباس نہیں بتا سکتے کہ کون کیسا کپڑا پہن رہا تھا؟ کون کیسا؟ مگر عورتیں پانچ سو بھی ہوں تو ہر ایک کو دوسرے کی پوری حالت گلے اور کان تک کا زیور سب معلوم ہو جاتا ہے، کچھ تو دیکھنے والی کی نِگاہ تیز ہوتی ہے پھر کچھ دوسری بھی دِکھلانے کا اہتمام کرتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کا زیور تو ہر ایک کو خود ہی نظر آجاتا ہے، اُس کے دِکھلانے میں تو اہتمام کی ضرورت نہیں البتہ گلے اور کان کا زیور دوپٹہ کی وجہ سے چُھپا ہوتا ہے تو اس کے لئے کبھی کان کھجلانے کے بہانہ سے دوپٹہ کو سرکایا جاتا ہے، کبھی گرمی کے بہانہ سے گلا کھولا جاتا ہے تاکہ سب دیکھ لیں کہ اس کے کانوں میں کتنے زیور ہیں اور گلے میں کتنے۔ اب یہ سب کے زیور اور

کپڑے دیکھ بھال کر گھر آئیں تو خاوند کو پریشان کرنا شروع کیا کہ ہمیں بھی ایسا ہی بنا کر دو'' (وعظ اسبابُ الغفلۃ ص۱۰۰تا ص۱۰۲ ملخصاً مطبوعہ تھانہ بھون وخطباتِ حکیم الامت ج۳ بعنوان دین ودنیا)

اس سے معلوم ہوا کہ جب عورتیں کسی جگہ جمع ہوتی ہیں تو انہیں ایک دوسرے سے حرص بہت لگتی ہے اور عورتوں میں ریا کاری اور دکھلاوے کا مرض بھی زیادہ ہے، جس کی خاطر وہ طرح طرح کی حرکتیں کرتی ہیں، جبکہ ریا کاری بہت بڑا گناہ ہے۔

حالانکہ جس نے دوسرے کو دکھلانے اور اپنی ناک اونچی کرنے اور شہرت اور نام آوری کے لئے لباس پہنا تو اس کو آخرت میں جہنم کا لباس پہنا کر سزا دی جائے گی۔

پھر عورتوں میں ناشکری کا مرض ہونے کی وجہ سے ہی فضول خرچی کا مرض بھی پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک مرض ان (عورتوں) میں اور بھی ہے وہ بھی ناشکری کی ایک قسم ہے، وہ یہ کہ (کوئی چیز) خواہ کارآمد ہو یا نکمّی ہو اِن کو پسند آنی چاہیے، پھر بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں رکھی ہوئی چیز کام آ ہی جاتی ہے، اور یہ ناشکری کی قسم اس وجہ سے ہے کہ یہ شوہر کے مال کو ضائع کرنا ہے اور خود اپنے مال کو ضائع کرنا بھی ناشکری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ ، وَکَانَ الشَّیْطَانُ لِرَبِّہٖ کَفُوْراً) کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے خدا کا ناشکرا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فضول خرچی خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اور جب مال بھی دوسرے کا ہو (یعنی شوہر کا) تو خدا تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ خاوند کی بھی ناشکری ہے، اور اگر فضول خرچی نہ ہو تب بھی مسلمان کا دل تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہیے، اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو فضول خرچی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، مال کے ضائع کرنے سے۔

آج کل گھروں میں اور خاص بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی ہوتی ہے، برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ اور مضبوط خاک بھی نہیں، ذرا ٹھیس لگ جاوے تو چار ٹکڑے ہوجاویں پھر وہ حاجت (ضرورت) سے بھی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ اور چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر میں ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی، اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت فضول خرچی ہے (اس زمانہ میں) دس روپیہ گز کا اور پندرہ روپیہ گز کا (مہنگا ترین) کپڑا بہت باریک جو کہ ناجائز بھی ہے اور کسی کام کا بھی نہیں ہے پہنتی ہیں، اگر کہیں سے ذرا سا تاگا (دھاگا) نکل گیا تو پھر کسی کام کا نہیں، اور (اس کے برخلاف) موٹا کپڑا اگر پرانا ہوجاتا ہے تو کسی غریب ہی کے کام آجاتا ہے، یہ تمام مصیبت اس کی ہے کہ عورتیں اس کی کوشش کرتی ہیں کہ ہمارا جوڑا ایسا ہو کہ کسی کے پاس ویسا نہ ہو، اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں، برتنوں کپڑوں اور مکان ہر چیز میں دکھلاوا اور شیخی، بڑے بننے کی شان کوٹ کوٹ کر بھری ہے، یہ حال تو روزمرّہ کے برتاؤ کا ہے، اور اگر کہیں بیاہ شادی پیش آجائے تو کیا ٹھکانہ ہے، تمام رسمیں پوری کی جاویں گی، جن میں سراسر دکھلاوا ہی دکھلاوا ہے، بعض عورتیں اپنی تعریف کرتی ہیں کہ ہم نے رسمیں سب چھوڑ دیں، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو شرک و بدعت کی رسمیں، جیسے چٹائی پر بہو (دلہن) کو بٹھلانا، اس کی گود میں بچہ دینا، کہ اس سے شگون لیتے ہیں کہ اولاد ہو، تو واقعی ایسے ٹونے ٹوٹکے تو اکثر جگہ چھوٹ گئے، دوسرے شہرت اور نام کی رسمیں، سو یہ نہیں چھوٹیں، بلکہ مالداری کی وجہ سے بہ نسبت پہلے کے کچھ بڑھ گئی ہیں، پہلے زمانہ میں اتنا دکھلاوا اور شیخی نہ تھی، کیونکہ کچھ تو سامان کم تھا کچھ طبیعتوں میں سادگی تھی، اب تو کھانے میں الگ تکلف

ہو گیا، وہ پہلی سی سادگی ہی نہیں رہی، بلکہ پلاؤ بھی ہو، کباب بھی ہوں، فیرنی، متنجن، بریانی سب ہو، اور کپڑوں کے تکلفات کا ابھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک دلہن ایک جگہ (اِس زمانے میں) ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا لائی، شاید یہ کپڑا اس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو، اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ دلہن مرگئی ہے اور یہ سب سامان ہزاروں روپیہ کا ضائع ہوا، پھر ایک فضول خرچی یہ ہے کہ دلہن کے کپڑوں کے علاوہ تمام کنبے کے جوڑے بنائے جاتے ہیں، اور بعض دفعہ ان کو پسند بھی نہیں آتے اور ان میں عیب نکالے جاتے ہیں تو کس قدر بے لطفی ہوتی ہے اور اس پر دعویٰ یہ ہے کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جہیز کو دکھاتے تک نہیں، دیکھو ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں، سو جناب اس میں کیا کمال کیا، اپنی بستی میں تو برسوں پہلے سے سامان جمع کر کر کے ایک ایک کو دکھلا چکی ہو، جو مہمان آتی ہے اس کو بھی اور جو رشتہ دار آتی ہے اس کو بھی ایک ایک چیز دکھلائی جاتی ہے اور خود سامان آنے میں جو شہرت ہوتی ہے وہ الگ کہ آج دہلی (شہر) سے کپڑا آ رہا ہے اور مراد آباد (شہر) گئے تھے وہاں سے برتن لائے ہیں، اور اس کے بعد وہ دُولہا کے گھر جا کر کھلتا ہے اور عام طور پر دکھایا جاتا ہے اور اسی واسطے لڑکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے،، تو یہ اپنے ارادہ سے شہرت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہاں اگر لڑکی کے ساتھ نہ گیا تھا تو عقل کے بھی موافق تھا، کیونکہ یہ سب سامان لڑکی ہی کو دیا جاتا ہے اور اس وقت وہ قبضہ نہیں کرتی ہے اور نہ اس کو خبر ہوتی ہے اس کو دینا تو یہ ہے کہ ابھی اپنے گھر رکھو جب لڑکی تمہارے گھر آوے اس وقت وہ تمام سامان اس کے سامنے رکھو اور کہو کہ یہ سب چیزیں تمہاری ہیں، تمہارا جب جی چاہے لے جانا بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اب نہ لے جائے کیونکہ اس وقت تو کوئی ضرورت نہیں ہے، جب ضرورت ہوگی اس وقت

www.idaraghufran.org

لے جاوے، یہ عقل کے بھی موافق ہے اور اس میں دکھلاوا بھی نہیں، اگر ایسا کرتے اس وقت یہ دعویٰ صحیح ہوتا کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دی ہیں، مگر چونکہ اس میں شہرت دکھلاوا نہیں ہے اس لئے ایسا کوئی بھی نہیں کرتا (تسہیل المواعظ ج۱ص۶۲۴ تا ۶۲۷، وعظ عورتوں کی اصلاح)

گذشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاشرہ میں پائی جانے والی اکثر رسموں اور فضول خرچیوں کی اصل ذمہ دار عورتیں ہیں، اور اس کی بنیاد وہی ناشکری ہے، جس کی شکایت رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اور جس کی وجہ سے عورتیں کثرت سے جہنم میں جائیں گی، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ناشکری اور اس سے پیدا ہونے والے گناہوں سے بچائیں، اور سچی و پکی توبہ کرکے دوزخ سے بچنے کا سامان کریں۔

(۳)......خواتین کا عقل مَند مَردوں پر غالب آنا

اس حدیث میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے دوزخ میں کثرت سے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے خواتین کا تیسرا عیب اور تیسری کمزوری جو بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ:

"مَارَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ"

ترجمہ: میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ عورتیں باوجودیکہ عقل اور دین میں ناقص اور کمزور ہیں لیکن وہ عقل مند مرد کو بے وقوف بنا کر رکھ دیتی ہیں، ضد اور ہٹ دھرمی کرکے اور مختلف قسم کی پٹیاں پڑھا کر اچھے خاصے ہوش مند لوگوں کو بدھو بنا دیتی ہیں، مثلاً مرد سے کہا کہ تمہاری آمدنی کم ہے گذارا مشکل سے ہوتا ہے لہٰذا فلاں فلاں طریقہ سے مال حاصل کرو، چاہے وہ طریقہ حلال ہو یا حرام، کبھی کپڑے اور زیور کے متعلق اپنے آپ کو شوہر کے سامنے بہت غریب ظاہر کرتی ہیں اور حیلے

بہانے کر کے مہنگے ترین کپڑے اور زیورات تیار کرانے کا بوجھ شوہر کے اوپر ڈال دیتی ہیں، جس کے نتیجہ میں شوہر حرام کمانے اور رشوت وسود وغیرہ کی لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے، اسی طرح شوہر کو بہکا پھسلا کر اس کے اپنے سگے رشتہ داروں سے اس کو دور کرا دیتی ہیں اور دل میں اُن کی طرف سے نفرت اور عداوت پیدا کرا دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت گری کی بھی نوبت آ جاتی ہے، اور قطع رحمی کا گناہ بھی سر پڑتا ہے، شادی بیاہ کی رسموں میں بھی عورتوں کا ہاتھ ہی زیادہ ہوتا ہے۔

اور کیونکہ مَردوں کے اس قسم کے گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب عورتیں بنتی ہیں، اس لئے یہ وجہ بھی خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کی ہے۔ [1]

اور اس قسم کے سب گناہ عورتیں کم عقلی کی وجہ سے کرتی ہیں، اور یہ عورتوں کی عقل کے ناقص ہونے کی دلیل ہے، عقلمند ہونے کی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا تَرَكْتُ بَعْدِىْ فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (مسلم) [2]

ترجمہ: میں نے لوگوں میں اپنے بعد کوئی فتنہ مَردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ نہیں چھوڑا (مسلم)

مَردوں کے حق میں عورتوں کو شدید فتنہ اسی لئے بتلایا گیا ہے کہ عورتوں کی وجہ سے مرد حضرات

---

[1] ویظهر لی ان ذالک من جملة اسباب کونهن اکثراهل النار ،لانهن اذاکن سببا لاذهاب عقل الرجل الحازم حتی یفعل اویقول مالاینبغی فقد شارکنه فی الاثم وزدن علیه(فتح الباری لابنِ حجر، ج ا ص ۴۰۶، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم)

النساء یغلبن الرجال لان النساء الطف کیدا وانفذ حیلة ولهن فی ذالک رفق یغلبن به الرجال(فیض القدیر للمناوی ،تحت رقم الحدیث ۹۵۹۹، ج۶ ص۳۵۷،حرف الهاء)

[2] رقم الحدیث ۲۷۴۰ "۹۷" کتاب الرقاق،باب أکثر أهل الجنة الفقراء الخ ،واللفظ لهٔ،بخاری، رقم الحدیث ۵۰۹۶؛ ترمذی، رقم الحدیث ۲۷۸۰؛باب ما جاء فی تحذیر فتنة النساء، ابنِ ماجه، رقم الحدیث ۳۹۹۸،باب فتنة النساء؛ مسند احمد، رقم الحدیث ۲۰۷۵۱.

بہت بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ۱؎

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّكُمُ ابْتُلِيتُمْ بِفِتْنَةِ الضَّرَّاءِ فَصَبَرْتُمْ ، وَسَتُبْتَلَوْنَ بِفِتْنَةِ السَّرَّاءِ ، وَإِنَّ أَخْوَف مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ النِّسَاءِ إِذَا سَوَّرْنَ الذَّهَبَ وَلَبِسْنَ رَيْطَ الشَّامِ فَأَتْعَبْنَ الْغَنِيَّ وَكَلَّفْنَ الْفَقِيْرَ مَا لَا يَجِدُ (مصنف ابنِ ابی شیبة) ۲؎

ترجمہ: بلاشبہ تمہارا تکلیفوں (یعنی تنگدستی، فقر و فاقہ اور افلاس وغیرہ) کے فتنہ سے امتحان لیا گیا، تو تم نے صبر کیا (اور صبر کر کے کامیابی حاصل کی) اور عنقریب تمہارا خوشحالی (یعنی راحت، عیش و عشرت، مال کی فراوانی) کے فتنہ سے بھی امتحان لیا

۱؎ (وعن أسامة بن زيد قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-ما تركت بعدى ") أى: مـا أترك وعبر بالماضى لتحقق الموت (فتنة) أى :امتحانا وبلية (أضر على الرجال من النساء) لأن الطبـاع كثيـرا تـميـل إليهـن وتـقع فى الحرام لأجلهن، وتسعى للقتال والعداوة بسببهن، وأقل ذلك أن ترغبه فى الدنيا وأى فساد آخر من هذا، وحب الدنيا رأس كل خطيئة، وإنما قال :بعدى، لأن كونهن فتنة أضر ظهر بعده .(متفق عليه) (مرقاة المفاتيح، ج۵ ص ۲۰۴۴، كتاب النكاح)
(مـا تركت) فـى رواية مـا أدع (بـعدى فتنة أضر) وفـى رواية لـمسـلـم هـى أضر (على الرجال من النسـاء)لأن الـمـرأة لا تـأمـر زوجها إلا بشر ولا تحثه إلا على شر وأقل فسادها أن ترغبه فى الدنيا ليتهـالك فيهـا وأى فسـاد أضـر مـن هذا مع ما هنالك من مظنة الميل بالعشق وغير ذلك من فتن وبـلايا ومحن يضيق عنها نطاق الحصر ، قال الحبر رضى الله عنه :لم يكفر من كفر ممن مضى إلا مـن قبـل الـنسـاء وكـفـر مـن بقى من قبل النساء ، وأرسل بعض الخلفاء إلى الفقهاء بجوائز فقبلوها وردها الفضيل فقالت له امرأته :ترد عشرة آلاف وما عندنا قوت يومنا ؟ فقال :مثلى ومثلكم كقوم لهـم بقرة يحرثون عليها فلما هرمت ذبحوها وكذا أنتم أردتم ذبحى على كبر سنى موتوا جوعا قبل أن تـذبـحـوا فـضيلا ، وكان سعيد بن المسيب يقول وقد أتت عليه ثمانون سنة منها خمسون يصلى فيها الصبح بوضوء العشاء وهو قائم على قدميه يصلى :ما شىء أخوف عندى على من النساء ، وقيل :إن إبليس لما خلقت المرأة قال :أنت نصف جندى وأنت موضع سرى وأنت سهمى الذى أرمى بك فـلا أخـطـء أبدا ، وقال فى الحديث بعدى لأن كونهن فتنة صار بعده أظهر وأشهر وأضر ، قال فى المطامح :فيـه أنـه يـحدث بعده فتن كثيرة فهو من معجزاته لأنه إخبار عن غيب وقد وقع(فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۸۷۱)

۲؎ رقـم الـحـديـث ۳۸۴۳۶، كتـاب الـفتن،باب من كره الخروج فى الفتنة وتعوذ منها،واللفظ لـهٗ،الـزهد والرقائق لابن المبارك،رقم الحديث ۷۸۵ ،حـلية الاولياء،ج ۱ ص ۲۳۶، تحت ترجمة معاذ بن جبل.

www.idaraghufran.org

جائے گا (اور اس فتنہ سے بچنا بہت مشکل ہوگا) اور جس چیز کا مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف ہے، وہ عورتوں کا فتنہ ہے، جبکہ وہ سونے کے کنگن (اور زیورات) پہنیں گی، اور شامی نرم، باریک کپڑے پہنیں گی، پس وہ مالدار آدمی کو (زیورات اور کپڑوں کے مطالبے کر کے) تعب و مشقت میں ڈال دیں گی، اور نادار و غریب آدمی کو (جوان کے مطالبات پورے کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا) مجبور کریں گی (جس کے نتیجہ میں وہ حرام مال کمانے میں مبتلا ہوگا، اور اس طرح عورتیں دونوں قسم کے لوگوں کو ہلاکت میں مبتلا کر دیں گی) (ابنِ ابی شیبہ)

اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ خواتین کے تیسرے اور اختیاری عیب یعنی عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود عقل مند مردوں پر غالب آنے کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

تیسرا عیب (عورتوں میں) بڑے ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا (ہے) چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ (عورتیں) ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقل مند بے عقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی باتوں اور لہجہ میں پیدائشی ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مَرد پر اس سے اثر پڑتا ہے، اور اس کی یہ وجہ نہیں کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ مکر اور چالاکی دوسری چیز ہے (عورتوں میں مکر اور چالاکی مَردوں سے زیادہ ہوتی ہے، عقل اور چیز ہے اور مکر اور چالاکی دُوسری چیز ہے) شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی، اس واسطے دھوکہ کھایا جبکہ حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سجدہ نہ کیا اور یہ کہہ گزرا کہ (خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے...... اس سے معلوم ہو گیا کہ اس میں عقل نہ تھی ہاں چالاکی اور مکر میں بے شک بے مثل ہے۔

اس پر ایک میاں (استاد) جی کی حکایت یاد آئی کہ ان کے پاس کہیں سے بتاشے

آئے، انہوں نے ایک مٹی کے بدھنے (گھڑے) میں آٹا لگا کر بند کر کے رکھ دیے تاکہ کوئی لڑکا نہ کھا جاوے۔ لڑکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ بدھنے (گھڑے) کا منہ بھی نہ کُھلے، تاکہ راز ظاہر نہ ہو اور بتاشے بھی وصول ہو جائیں، سوچتے سوچتے ایک تدبیر نکالی کہ پانی لا کر ٹونٹی کی راہ سے اس میں بھرا، اور شربت گھول کر پی گئے تو یہاں یہ نہ کہا جاوے گا کہ یہ لڑکے بڑے عاقل تھے بلکہ یوں کہا جاوے گا، کہ بڑے شریر اور چالاک و مکار تھے، کیونکہ عقل تو اس بات کو چاہتی ہے کہ اپنے استاد کی خدمت اور تابعداری کی جاوے، نہ اور اُلٹا نقصان پہنچایا جاوے (کیونکہ) عقل کے اصل معنیٰ ہیں بند کرنے کے، پس عقل وہی ہے جو بُرائیوں سے بند رکھے ورنہ بندر بہت عجیب عجیب کام کرتے ہیں مگر اس سے بندر کو عقل مند نہ کہا جاوے گا بلکہ مکار اور نقال کہیں گے۔

غرض عقل اور چیز ہے اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے، عقل ضروری چیز ہے اور اُس کا نہ ہونا بُرا، اور چالاکی بُری چیز ہے اور اس کا نہ ہونا اچھا، چنانچہ شریعت میں یہ بات پسند نہیں کہ دوسروں کو نقصان پہنچائے کیونکہ یہ مکر ہے۔ اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کہ یہ کم عقلی ہے، حدیث میں ہے کہ:

(لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ)

مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کو کسی جگہ نقصان پہنچے تو اس کی شان یہ نہیں ہے کہ پھر وہاں جائے یا کسی سے نقصان پہنچا تو یہ مناسب نہیں کہ پھر اس سے معاملہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے اتنی ہوشیاری (بیدار مغزی) کمال کی بات ہے کہ اپنے کو نقصان سے بچائے اسی واسطے دین کو نفع ہمیشہ عقل مندوں سے ہی ہوا ہے۔ جتنے بھی نبی اور جتنے پیشوا دین کے ہوئے ہیں سب

بڑے عقل مند تھے، کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سُنی ہوگی کہ وہ بھولے ہوں، دنیا کی ان کو کچھ خبر نہ ہو۔ ہاں چالاک اور مکار نہ تھے، عقل منداور ہوشیار تھے اور عقل ہی تو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں، اس چالاکی اور مکر کی وجہ سے ہوشیار کو بے عقل بنادیتی ہیں، چنانچہ تنہائی میں ایسی ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے خاوند (شوہر) کا دل اپنی طرف ہوجائے اور سب سے چھوٹ جاوے۔ بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے اول کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ خاوند (شوہر) ماں باپ سے چُھوٹ جائے، یہ بڑے ستم (ظلم) کی بات ہے کہ جس ماں باپ نے مشقتیں اُٹھا کر اس کے خاوند کو پالا اور اپنا خُونِ جگر پلایا، خود تکلیف میں رہی اس کو آرام سے رکھا، اس کے تمام نازنخرے اُٹھائے (بَرداشت کیئے) اور جس باپ نے دھوپوں کی تکلیف اُٹھائی اور اولاد کے لئے گھر چھوڑا محنت کر کے ان کو پالا، آج ان کی خِدمتوں کا یہ انعام (صِلہ) دیا جاتا ہے کہ ان سے چُھڑایا جاتا ہے، لَاحَـــوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ۔

پھر اگر یہ ہُنر (منتر) ان کا چل گیا تو اس پر بھی بس (اکتفا) نہیں کرتیں، کہتی ہیں کہ تم تو الگ ہوگئے مگر تمہاری کمائی تو ان کے پاس جا رہی ہے، کبھی ماں کو جوتا لادیا، کبھی نقد کُچھ دے دیا، غرضیکہ کوشش کر کے دینا دِلانا بھی چُھڑاتی ہیں، پھر اس پر بھی صبر نہیں آتا، اس کے بھائی بہن سے چُھڑاتی ہیں اور اگر پہلی بیوی سے اولاد ہو، اُن سے بھی چُھڑاتی ہیں، غرض رات دن (شب وروز) اسی فِکر میں گزرتا ہے اور یہی رات دن کوشش ہوتی ہے کہ سِوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں (یعنی عورتوں) کی بدولت بہت سے گھروں میں بلکہ بہت سے خاندانوں میں نااتفاقی ہوجاتی ہے۔

اور مَردوں میں یہ بے احتیاطی ہے کہ ان کی باتیں سُنتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں اور اس ناشکری اور ہوشیار مرد کو بے عقل بنادینے کی دو وجہ ہیں، اول تو یہ کہ ان کو خاوند کی برابری (مساواۃ) کا گُمان ہوتا ہے کہ ہم اس سے کیا کُچھ کم ہیں، چنانچہ یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ بحثا بحثی میں بھی شوہر پر ہم غالب رہیں، جو بات خاوند (شوہر) کہتا ہے اُس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے، کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ ناگوار یا گوار ہو، خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو اور ناشکری اکثر اسی برابری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے (تسہیل المواعظ ج ۱ ص ۶۲۷ تا ۶۳۰ کذا فی خطباتِ حکیم الامت ج ۲۰ بعنوان حقوق الزوجین ص ۱۸۶ و ۱۸۹ وعظ الکمال فی الدین)

معلوم ہوا کہ عورتوں میں فطری طور پر عقل کم ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُری چیز نہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ وہ مکر وچالاکی بہت کرتی ہیں، جو کہ بری چیز ہے، اور اس مکر وچالاکی اور عیاری کے داؤ پیچ چلا کر عورتیں مردوں کو چقمہ دے دیتی ہیں اور دھوکہ میں مبتلا کر دیتی ہیں، جس کو اگرچہ عورتیں تو کمال سمجھتی ہوں، مگر یہ کوئی کمال کی بات نہیں بلکہ عقل کے نقصان کی بات ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

’’عورتوں کو چاہیے کہ خاوند (شوہر) کی اطاعت کیا کریں اس کا دل نہ دکھایا کریں۔ آج کل عورتیں اس کا ذرا بھی خیال نہیں کرتیں، وہ باہر سے تو تمام دن محنت اور مشقت اٹھا کر گھر میں آرام کے واسطے آتا ہے یہاں ایک محنت بیگم اس غریب کو ستانے کو موجود ہیں۔ کوئی بات نصیحت کی کہی تو ایک طعن (یا کوئی سخت کلمہ) انہوں نے بے چارہ پر کھینچ مارا (کس دیا) اور اگر (شوہر) کچھ تیز ہوا تو فرماتی ہیں کہ میں کسی کی لونڈی، باندی تو ہوں نہیں، جو مجھ کو ایسا ایسا کہتے ہو۔

خدا کے لئے خاوند (شوہر) کا دل نہ دکھایا کرو۔ اس سے کوئی گراں (بڑی) فرمائش نہ کیا کرو۔ اس کی کسی بات کو رد نہ کیا کرو (یعنی نافرمانی نہ کیا کرو)

مگر آج کل عورتوں کی یہ حالت ہے کہ یوں چاہتی ہیں کہ خاوند (شوہر) ہمارا غلام رہے بس رات دن ہماری ہی عبادت کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ:

وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنَ

(میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے)

لیکن عورتوں کا مشرب (طورطریقہ) یہ ہے کہ **وَمَاخُلِقَ الْاَزْوَاجُ اِلَّالِيُطِيْعُوْنَا** **(شوہروں کو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے تا کہ ہماری اطاعت کریں)** (وعظ الخضوع ص ۲۷، ۲۸، مطبوعہ دفتر الابقاء کراچی وخطباتِ حکیم الامت ج ۷ بعنوان حقیقتِ عبادت ص ۲۵۸)

معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں پر غالب آنا اور مَردوں کو زیر کرنا کوئی اچھی بات نہیں، بلکہ بری بات ہے، اچھی خصلت یہی ہے کہ عورتیں مَردوں کے تابع رہیں، اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنی سعادت سمجھیں، کیونکہ عورتوں کے مَردوں پر غالب آنے کی وجہ سے بھی ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

بہرحال عورتوں کے جہنم میں جانے کا ایک سبب اُن کا مَردوں پر غلبہ حاصل کر لینا ہوا۔

(۴، ۵)...... خواتین میں عقل اور دین کی کمی

اس حدیث کے آخر میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے دو غیر اختیاری عیبوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

" اَمَّـا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ اِمْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَانُقْصَانُ الْعَـقْـلِ وَتَـمْـكُـثُ الـلَّيَالِىَ مَاتُصَلِّىْ وَتَفْطُرُفِىْ رَمَضَانَ فَهٰذَانُقْصَانُ الدِّيْنَ "

ترجمہ: عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ تو عقل کا نقصان ہوا، اور دین کا نقصان یہ ہے کہ مخصوص ایام میں عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتیں تو یہ دین کا نقصان ہوا۔

شریعت نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر شمار کیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی (سورة البقرة رقم الآية ۲۸۲)

ترجمہ: اگر دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو (یعنی ان پر تمہیں اعتماد ہو) تا کہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو ان میں سے ایک، دوسری کو یاد دلا دے (سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی عقل کو ناقص قرار دیا ہے۔

اور عورت کے دین کا نقصان یہ ہے کہ ہر مہینے جو خاص ایام آتے ہیں ان میں نمازوں سے محروم رہتی ہے اور ان ایام میں روزہ بھی نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں ان روزوں کی قضا کرے گی۔

شاید کوئی عورت دل میں یہ سوال اٹھائے کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ خاص ایام کی مجبوری قدرتی ہے اور شریعت نے ان دنوں میں خود ہی نماز روزہ سے روکا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مجبوری اگرچہ فطری اور طبعی ہے اور شریعت نے بھی ان دنوں میں نماز روزے سے روکا ہے مگر یہ بات بھی تو ہے کہ نماز روزہ کی ادائیگی کی جو برکات ہیں ان سے محرومی رہتی ہے، فطری مجبوری ہی کی وجہ سے تو یہ قانون ہے کہ ان ایام میں نمازیں بالکل معاف کر دی گئی ہیں جن کی قضا بھی نہیں اور رمضان کے روزے کی قضا تو ہے مگر رمضان میں روزہ نہ رکھنے پر کوئی مؤاخذہ نہیں، اب اگر کوئی عورت یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مجبوری کیوں

لگائی ہے؟ تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں دخل دینا ہوا اور اس کی قدرت ومشیت پر اعتراض کرنا ہوا، یہ ایسی ہی بات ہے کہ جو شخص حج کرے گا اسے حج کا ثواب ملے گا جو نہ کرے گا اسے یہ ثواب نہیں ملے گا، جس کے پاس حج کرنے کا پیسہ نہیں ہے اگر وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیسہ کیوں نہیں دیا تو یہ اس کی بے وقوفی ہے اور اس کی عقل کم ہونے کی دلیل ہے (تحفۂ خواتین ص۶۲۰ وص۶۲۱ بتغیر) [۱]

یہ سب گفتگو تو ان عورتوں کے متعلق ہے جو پاکی کے زمانے میں پابندی سے نماز، روزے کا اہتمام کرتی ہوں، لیکن جو عورتیں پاکی کے زمانے میں بھی نماز، روزے سے غافل ہوں، ان کے دین کے نقصان کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا اندازہ خود ہی لگایا جاسکتا ہے۔

عورتوں کی عقل اور دین ہی کے ناقص ہونے کی وجہ سے شریعت کی طرف سے عورتوں کو مرد حضرات کا امام اور مقتداء بننے کی اجازت نہیں دی گئی، اور اجتماعی کاموں میں عورت کو بنیادی اور مرکزی قیادت کے عہدے سے محروم کردیا گیا ہے، کیونکہ ان چیزوں کے لئے غیر معمولی عقل ودین کی ضرورت ہے، جو عورتوں کی صِنف میں موجود نہیں۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ اِمْرَأَةً (بخاری) [۲]

---

[۱] الحائض لاتأثم بترک الصلاة زمن الحيض لكنها ناقصة عن المصلى وهل تثاب على هٰذا الترک لكونهامكلفة به كمايثاب المريض على النوافل التى كان يعملها فى صحته وشغل بالمرض عنها ،قال النووى رحمه الله الظاهر انها لاتثاب والفرق بينهاوبين المريض انهٗ كان يفعلها بنية الدوام عليها مع اهليته والحائض ليست كذالک وعندى فى كون هٰذاالفرق مستلزماً لكونهالاتثاب وقفة اه. قال العينى رحمه الله ينبغى ان تثاب على ترک الحرام فان الصلاة حرام عليها فى زمن الحيض فليتأمل (فتح الملهم شرح صحيح مسلم جلد۲ صفحه ۷۱،باب بيان نقص الايمان بنقص الطاعات)

[۲] رقم الحديث ۴۴۲۵،كتاب المغازى،باب كتاب النبى صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر، واللفظ لهٗ، ترمذى رقم الحديث ۲۲۶۲ ،سنن نسائى رقم الحديث ۵۳۸۸، مسند احمد رقم الحديث ۲۰۴۰۲، مصنف ابنِ ابى شيبة رقم الحديث ۳۸۹۴۲،مستدرک حاكم رقم الحديث ۴۶۰۸،مسند الطيالسى رقم الحديث ۹۱۹، عن ابى بكرة.

www.idaraghufran.org

ترجمہ: وہ قوم ہرگز فلاح (وکامیابی) نہیں پاسکتی، جس نے اپنے اُمورعورت کے سپرد کردیئے (بخاری)

اس میں عورت کو ملک کی حکمرانی کے امور سپرد کرنا بھی داخل ہے، مثلاً صدر، وزیر اعظم یا قاضی بنانا۔ [1]

اورعورتوں کے دین اور عقل کے ناقص ہونے ہی کی وجہ سے دجال کی اکثر پیروکار مَردوں کے مقابلہ میں عورتیں ہوں گی۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

لَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ، وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، وَأَكْثَرُ يَعْنِى مَنْ يَّخْرُجُ إِلَيْهِ

---

[1] (قال لن يفلح قوم ولوا) بالتشديد ;أی فوضوا (أمرهم) ; أی أمر ملكهم (امرأة) فی شرح السنة ;لا تصلح المرأة أن تكون إماما، ولا قاضيا ;لأنهما محتاجان إلى الخروج للقيام بأمور المسلمين، والمرأة عورة لا تصلح لذلک، ولأن المرأة ناقصة ; والقضاء من كمال الولايات ;فلا يصلح لها إلا الكامل من الرجال(مرقاة المفاتيح، ج٦ص ٢۴٠٦، كتاب الامارة والقضاء ،الفصل الاول)

(لن يفلح قوم ولوا) وفی رواية ملكوا (أمرهم امرأة) بالنصب على المفعولية وفی رواية ولی أمرهم امرأة بالرفع على الفاعلية وذلک لنقصها وعجز رأيها ولأن الوالی مأمور بالبروز للقيام بأمر الرعية والمرأة عورة لا تصلح لذلک فلا يصح أن تولی الإمامة ولا القضاء (فيض القدير للمناوی، تحت حديث رقم ٧٣٩٣)

قوله لن يفلح قوم ولوا أمرهم امرأة قوم مرفوع لأنه فاعل لن يفلح وامرأة نصب على المفعولية وفی رواية حميد ولی أمرهم امرأة بالرفع لأنه فاعل ولی وأمرهم بالنصب على المفعولية واحتج به من منع قضاء المرأة وهو قول الجمهور (عمدة القاری، ج٢۴ص ٢٠۴، كتاب الفتن ، باب بعد باب الفتنة التی تموج كموج البحر)

لا يفلح قوم أسندوا أمرهم إلى امرأة ودليلنا من جهة المعنى أنه أمر يتضمن فصل القضاء فوجب أن تنافيه الأنوثة كالإمامة قال القاضی أبو الوليد ويكفی فی ذلک عندی عمل المسلمين من عهد النبی صلى الله عليه وسلم لا نعلم أنه قدم لذلک فی عصر من الأعصار ولا بلد من البلاد امرأة كما لم يقدم للإمامة امرأة والله أعلم وأحكم (المنتقىٰ شرح المؤطا، ج۵ص ١٨٢، كتاب الاقضية،الباب الاول فی صفة القاضی)

النِّسَاءُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۴۱۱۲) [۱]

ترجمہ: کوئی منافق مرد اور عورت دجال کی طرف سے نکلنے سے باقی نہیں رہے گا، اور دجال کے پاس سب سے زیادہ عورتیں جانے والی ہوں گی (مسند احمد)

اور ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَكْثَرُ تَبَعِهِ الْيَهُوْدُ وَالنِّسَاءُ (مسند احمد) [۲]

ترجمہ: دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور عورتیں ہوں گی (مسند احمد)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے عقل و دین کے نقصان والے عیوب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

غیر اختیاری عیب جن کے دُور کرنے پر قدرت نہیں یہاں پر دو بتلائے گئے ہیں، ایک عقل کی کمی، دوسرے دین کی کمی۔

عقل کی کمی کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علامت سے بیان فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں

---

[۱] حدیث صحیح بطرقه وشواهده، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

وقال الهيثمي:

ورجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد ج۳ص۳۰۷)

وقال الالباني:

قلت وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين، وزهير وهو ابن محمد التميمي، أبو المنذر الخراساني -الراجح فيه أن رواية البصريين عنه مستقيمة -كما قال الإمام أحمد وغيره-، وهذه منها، ولهذا قال ابن كثير في "النهاية(۱/۱۲۷)" تفرد به أحمد، وإسناده جيد، وصححه الحاكم(السلسلة الصحيحة ،تحت حديث رقم ۳۰۸۱)

[۲] رقم الحديث ۱۷۹۰۰، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۸۳۹۲،عن عثمان بن ابى العاص.

قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبراني وفيه علي بن زيد وفيه ضعف وقد وثق،وبقية رجالهما رجال الصحيح. (مجمع الزوائد،ج۷ص۳۴۲)

www.idaraghufran.org

نقصان ہے۔

دین کی کمی کو اس دلیل سے بیان فرمایا کہ عورتوں کو نماز پڑھنے کے مواقع کم ملتے ہیں، زمانۂ حیض میں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور نمازوں کی کمی دین کی کمی ہے اور نمازوں کی کمی کا سبب ہے حیض کا آنا، اور ظاہر ہے کہ وہ پیدائشی ہے اپنے اختیار سے نہیں ہے اس لیے یہ عیب غیر اختیاری ہوا جیسا پہلا (عیب) بھی غیر اختیاری تھا، اور تین عیب اختیاری بتلائے گئے ہیں کہ ان کا دور کرنا اختیار میں ہے، وہ یہ ہیں:

خاوند کی ناشکری، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا، کثرت سے لعنت ملامت کرنا، اول کے دو عیب جو غیر اختیاری ہیں ان کی فکر تو بے فائدہ ہے، کہ وہ علاج سے دُور ہونے والے نہیں بلکہ اس کی تو آرزو کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مَردوں کی فضیلتیں سُن کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی مرد ہوتے، تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی اس پر یہ آیت اتری **وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ** . یعنی اس چیز کی آرزو مت کرو جس کے ساتھ بعض کو بعض پر پیدائشی فضیلت دی ہے، آگے فرماتے ہیں کہ مَردوں کے لیے حصہ ہے ان کاموں میں جو انہوں نے کیے، مطلب یہ ہے کہ ایسی آرزو کو چھوڑو، اور نیک کاموں میں کوشش کرو جو اختیار اور قبضہ کے ہیں، اب اس پر (خواتین کی طرف سے) یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نیک کاموں میں کوشش بھی کریں تب بھی ناقص ہی رہیں گے، نقصان ہمارا کہاں دُور ہوا، تو اس کا جواب فرماتے ہیں **وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ** یعنی اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، مطلب یہ ہے کہ نیک کام کر کے اگر خدا کا فضل ہوا تو تم مردوں سے بڑھ سکتی ہو، غرضیکہ جو عیب غیر اختیاری ہیں ان کی

www.idaraghufran.org

فکر تو بالکل فضول ہے (البتہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو مَردوں سے عقل اور دین میں ناقص سمجھا کریں، اور اپنی رائے کو دوسروں کے مقابلہ میں راجح نہ سمجھا کریں اور غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہوا کریں) اور جو عیب اختیاری ہیں ان کی اصلاح اور درستی ضروری ہے، اور وہ کل تین ہیں، کثرت سے لعنت ملامت کرنا، خاوند کی ناشکری، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا (تسہیل المواعظ ج۱ ص۶۲۲ و ۶۲۳، وعظ عورتوں کی اصلاح)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خواتین میں مرد حضرات کے مقابلہ میں عقل اور دین دونوں چیزیں ناقص ہوتی ہیں، اس لئے خواتین کو اپنے آپ کو کامل نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ انہیں اپنے شوہروں اور سرپرستوں کی اتباع کرنی چاہئے، جس کے ذریعہ سے وہ کئی نقصانات سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچا سکتی ہیں۔

کیونکہ عورتوں کے دین و عقل کا ناقص ہونا غیر اختیاری ہے، جس کا ازالہ تو ممکن نہیں، اب اس کے نقصان سے بچنے کا یہی طریقہ ہوا کہ وہ کامل کی اتباع و پیروی کریں، نہ یہ کہ وہ ناقص ہو کر کامل کو اپنے ماتحت و تابع بنا کر رکھیں۔

Idara Ghufran

خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے دو اعمال کا حکم

یُوں تو خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے ان عیبوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے جن کا پہلے ذکر ہوا، اوران عیبوں سے خصوصاً جو اپنے اختیار میں ہیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، لیکن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے عیوب کو بیان کرتے ہوئے اور اُن کو کثرت سے جہنم میں جانے سے بچنے کے لئے علاج کے طور پر دو چیزوں کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

"تَصَدَّقْنَ وَاَكْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ"

ترجمہ: تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار اوراپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرو۔

عبادتیں دو قسم کی ہیں، ایک مالی، اور دوسری بدنی۔

صدقہ مالی عبادت ہے، اور استغفار بدنی عبادت ہے، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جہنم سے بچنے کے لئے مالی اور بدنی دونوں قسم کی عبادتوں کے جمع کرنے کا حکم بیان فرمایا۔

اور صدقہ میں زکاۃ اور واجبی ونفلی صدقات سب داخل ہیں، اور استغفار سے مراد مغفرت کی دعا کرنا ہے، اور توبہ کرنے پر بھی استغفار کا اطلاق ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] قوله :يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ، تَصَدَّقْنَ ، وَأَكْثِرْنَ الاِسْتِغْفَارَ ؛ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ، هذا نداءٌ لجميع نساء العالم إلى يوم القيامة ، وإرشادٌ لهنَّ إلى ما يُخَلِّصُهُنَّ من النار ، وهو الصدقةُ مطلقًا ، واجبُهَا وتطوُّعُهَا .والظاهر :أنّ المراد هنا القدرُ المشترَكُ بين الواجبِ والتطوُّع ؛ لقوله في بعض طرقه :ولو مِنْ حُلِيِّكُنَّ.و الاستغفار :سؤالُ المغفرة ، وقد يعبَّر به عن التوبة ؛ كما قال تعالى ، أى : توبوا إليه وإنما عبَّر عن التوبةِ بالاستغفارِ ؛ لأنَّه إنَّما يصدُرُ عن الندمِ وحَلِّ الإصرار ، وذلك هو التوبة.فأما الاستغفار مع الإصرار ، فحال المنافقين والأشرار ، وهو جدير بالرد وتكثير الأوزار ، وقد قال بعض العارفين " :الاستغفار باللسان توبة الكذابين ."(المفهم لما اشكل فيه من كتاب مسلم، كتاب الايمان،باب كفران العشير ، وكفر دون كفر)

ففيه جمل من العلوم منها الحث على الصدقة وأفعال البر والإكثار من الاستغفار وسائر الطاعات . وفيه أن الحسنات يذهبن السيئات كما قال الله عز وجل (شرح النووى على مسلم،ج۲ص۶۶، كتاب الايمان)

www.idaraghufran.org

صدقہ تو مال کی محبت کم کرنے کا ذریعہ ہے اور استغفار گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے، ایک طرف تو صدقہ کے ذریعہ سے عورتوں کو مال کی محبت کم ہوگی، اور دوسری طرف استغفار سے گناہ معاف ہوں گے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا جذبہ پیدا ہوگا، اس طرح صدقہ واستغفار کے یہ دونوں عمل خواتین کو گناہوں اور جہنم سے بچانے کا سبب بنیں گے۔

زکاۃ وصدقہ کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ کا غیظ وغضب ٹھنڈا ہوتا ہے اور استغفار کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور عورتوں کے جو امراض بیان کیے گئے ان کے یا ان کے ضرر کے ازالہ کے لئے زکاۃ وصدقات اور استغفار کا اہتمام یہ دونوں اعمال بہت مفید ہیں۔

(۱)...... پہلا عمل: زکاۃ وصدقہ کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو پہلا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ وہ صدقہ دیا کریں۔

صدقہ کے عام مفہوم میں زکاۃ اور واجبی ونفلی صدقات یعنی خیر خیرات سب ہی داخل ہیں، ان سب کو جہنم سے بچانے میں خاص دخل ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زکاۃ وصدقہ کا حکم فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ اگرچہ وہ زکاۃ وصدقہ اپنے زیور ہی سے کیوں نہ ادا کریں۔ کیونکہ صدقہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب اور جہنم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

صدقہ جہنم کے عذاب سے بچانے میں بہت اثر رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد) [۱]

[۱] رقم الحديث ۱۵۲۸۴، واللفظ لهٗ، مسند ابی يعلى موصلی، رقم الحديث ۱۹۹۹، ابن حبان، رقم الحديث ۱۷۲۳.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (مسند احمد)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (ترمذی) [1]

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (ترمذی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي: رواه أحمد والبزار وزاد " :لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار أولى به ." ورجالهما رجال الصحيح (مجمع الزوائد، ج۵ ص۲۴۷، تحت رقم الحديث ۹۲۶۳)

وقال في موضع: رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير إسحاق بن أبي إسرائيل، وهو ثقة مأمون (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۳۰، تحت رقم الحديث ۱۷۷۱۰)

وقال المنذري: رواه أبو يعلى بإسناد صحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۱۲۸۰، ج۲ ص۶)

وفي حاشية مسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم، رجاله ثقات غير ابن خثيم، فصدوق لا بأس به.

[1] رقم الحديث ۲۶۱۶، كتاب الايمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۷۳، مسند احمد، رقم الحديث ۲۲۱۳۳.

[2] رقم الحديث ۴۲۱۰، كتاب الزهد، باب الحسد، واللفظ له، شعب الايمان للبيهقي رقم الحديث ۶۱۸۶، مسند ابى يعلىٰ رقم الحديث ۳۶۵۶، مسند البزار رقم الحديث ۶۲۱۲.

www.idaraghufran.org

جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نماز مؤمن کا نور ہے، اور روزہ (جہنّم کی) آگ سے بچانے کے لیے ڈھال (کی طرح) ہے (ابنِ ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ عَنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ (ترمذی) [1]

ترجمہ: صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا ہے، اور بری موت کو دور کرتا ہے (ترمذی)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ غَضَبَ الرَّبِّ كَمَا يُطْفِءُ الْمَاءُ النَّارَ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۵۶۵۱ عن كعب بن عجرة)

ترجمہ: اور صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو اس طرح بجھا دیتا ہے، جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (طبرانی)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِىءُ غَضَبَ الرَّبِّ (المعجم الكبير للطبرانی) [2]

ترجمہ: چھپ کر صدقہ کرنا، رب تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے (طبرانی)

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں، اور چھپ کر صدقہ کرنے کی قید اخلاص کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔ [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٦٤، كتاب الزكاة، باب ماجاء فی فضل الصدقة، واللفظ لهٗ، شعب الايمان للبيهقی رقم الحديث ٣٠٨٠، صحيح ابنِ حبان رقم الحديث ٣٣٠٩ عن انس.
قال الترمذی: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه (حواله بالا)

[2] رقم الحديث ١٠١٨، ج ١٩ ص ٤٢١، عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده.
قال المنذری: رواه الطبرانی فی الكبير وفيه صدقة بن عبد الله السمين ولا بأس به فی الشواهد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ١٣١٦)

[3] عن أبی أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنائع المعروف تقی مصارع السوء، وصدقة السر تطفیء غضب الرب، وصلة الرحم تزيد فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اورحضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوُ بِشِقِّ تَمُرَةٍ فَإِنُ لَمُ تَجِدُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری) ۱؎

ترجمہ: جہنم کی آگ سے بچو، اگر چہ کھجور کے ایک حصہ (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی یہ بھی نہ پائے، تو اچھے کلمہ کے ذریعہ سے (بخاری)

اس قسم کا مضمون کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ يَقُوُلُ يَا نِسَاءَ الُمُسُلِمَاتِ لَا تَحُقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوُ فِرُسِنَ شَاةٍ (بخاری) ۲؎

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، اگر چہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اگر چہ کوئی ادنیٰ چیز ہدیہ وصدقہ میں دی جائے یا لی جائے اس کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ۳؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العمر (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۸۰۱۴)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الكبير وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۳ ص۱۱۵)

وقال المنذری: رواه الطبرانی فی الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۸۸۹)

۱؎ رقم الحديث ۶۰۲۳، كتاب الادب، باب طيب الكلام، واللفظ لهٔ، مسلم رقم الحديث ۱۰۱۶ "۶۸" مسند احمد رقم الحديث ۱۸۲۵۳.

۲؎ رقم الحديث ۶۰۱۷، كتاب الادب، باب لا تحقرن جارة لجارتها، واللفظ لهٔ، مسلم رقم الحديث ۱۰۳۰ "۹۰" عن ابی هريرة.

۳؎ "لا تحقرن "بفتح حرف المضارعة وبالنون الثقيلة أی :لا تستحقر إهداء شیء أو تصدقه

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ دینے والے کے لئے کوئی زیادہ بڑا مالدار ہونا ضروری نہیں، بلکہ غریب انسان بھی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا بہت صدقہ کر کے صدقہ کے فضائل کا مستحق ہوسکتا ہے۔

پھر اپنے غریب و مستحق اقرباء واعزہ پر زکاۃ وصدقہ کو خرچ کرنے کا دُہرا ثواب ہے۔

البتہ والدین کا اولاد کو اور اولاد کا والدین کو، اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اپنے مال کی زکاۃ دینا جائز نہیں، لیکن نفلی صدقات کا استعمال ان رشتہ داروں کے لئے بھی جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ دار یتیم بچوں اور اپنے مستحق شوہر پر صدقہ کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ(بخاری) [1]

ترجمہ: حضرت زینب کے لئے ان پر صدقہ کرنے سے دو اجر ہیں، ایک رشتہ داری کا اجر اور ایک صدقے کا اجر (بخاری)

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"جارة "أى :فقيرة أو غنية منكن أو من غيركن وهى مؤنث الجار، وقيل :جارة المرأة مرأة زوجها "لجارتها "أى :لأجلها وإن كانت من الأكابر "ولو فرسن شاة "بكسر الفاء والسين أى :ولو أن تهدى أو تصدق فرسن شاة وهو لحم بين ظلفى الشاة وأريد به المبالغة أى :ولو شيئا يسيرا وأمرا حقيرا لقوله -تعالى -(فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۳۶، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

[1] رقم الحديث ۱۳۷۳، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام فى الحجر، واللفظ لهٗ، مسلم رقم الحديث ۲۳۶۵، نسائى رقم الحديث ۲۵۸۲.

أن ذلک كان فى صدقة نافلة ;لأنها هى التى كان -عليه الصلاة والسلام -يتخول بالموعظة والحث عليها، وقوله :وهل يجزء ;وإن كان فى عرف الفقهاء الحادث لا يستعمل غالبا إلا فى الواجب ;لكن كان فى ألفاظهم لما هو أعم من النقل لأنه لغة الكفاية، فالمعنى :هل يكفى التصدق عليه فى تحقيق مسمى الصدقة وتحقيق مقصودها من التقرب إلى الله -تعالى(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۵۲، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلٰى ذِي الْقَرَابَةِ اِثْنَتَانِ: صِلَةٌ، وَصَدَقَةٌ(مسند احمد) ؎

ترجمہ: مسکین (یعنی عام مستحق وغریب) پر صدقہ کرنا، صدقہ ہے، اور قرابت دار پر صدقہ کرنا، صلہ رحمی اور صدقہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے (مسند احمد)

(صدقہ کے مزید فضائل وفوائد کے لئے ہمارا دوسرا رسالہ ''صدقہ کا صحیح طریقہ اور بکرے کا صدقہ'' ملاحظہ فرمائیں)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو صدقہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اتنے سخت انداز میں تاکید فرمائی کہ اگر صدقہ کے لئے ان کے پاس زیور کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو زیور ہی سے صدقہ کیا کریں (بشرطیکہ زیور ان کی ملکیت ہو یا شوہر کی ملکیت ہو تو اسکی اجازت ہو) کیونکہ قیامت کے دن اکثر جہنم میں جانے والی خواتین ہی ہوں گی۔

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم سے بچنے کا یہ طریقہ بتلایا کہ وہ صدقہ دیا کریں اگرچہ زیورات ہی سے صدقہ کیوں نہ کریں۔

خواتین کو مال اور خاص طور پر زیورات سے بہت محبت ہوتی ہے اور زیور کی خاطر وہ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں، ایک گناہ تو خود مال اور زیورات کی بے جا محبت ہی ہے، اوپر سے مال حاصل کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز نہ رہنا، اور اپنے شوہروں کو کسی بھی جائز وناجائز طریقہ پر مال حاصل کرنے پر آمادہ یا مجبور کرنا اور زیورات کے ذریعہ دکھلاوا کرنا، دوسری عورتوں کے سامنے اپنے زیورات کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کرنا اور نامحرموں کے سامنے اپنے زیورات کا اظہار کرنا اور ان زیورات کی زکاۃ ادا نہ کرنا نیز صدقہ نہ کر کے مال کی محبت کا علاج نہ کرنا اور اس جیسے دوسرے گناہ بھی جب جمع ہو جائیں تو پھر عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے میں کیا شبہ اور کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو اس انداز میں خطاب فرمایا کہ:

؎ رقم الحديث ١٦٢٢٧، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجة رقم الحديث ١٨٤٤، ترمذی، رقم الحديث ٦٥٨ بلفظ ذی الرحم.

www.idaraghufran.org

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلّٰى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ(ابوداؤد) [۱]

ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! تمہیں کیا ہوگیا کہ تم چاندی کا زیور نہیں پہنتیں (اوراس کے بجائے صرف سونے کے زیورات ہی کا انتخاب کرتی ہو) خبردار ہوجاؤ، تم میں سے کوئی عورت بھی ایسی نہیں جوسونے کے زیورات پہن کر دکھلاوا (اور تکبر وتفاخر) کرتی ہو، مگر یہ کہ اسے اس (دکھلاوا اور تکبر وتفاخر کرنے) کی وجہ سے قیامت کے روز عذاب میں مبتلا کیا جائے گا (ابوداؤد)

عورتوں میں زیور اور مال کی محبت اور ریا کاری کا مرض

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک قلبی اور چھپے ہوئے مرض کی اچھوتے انداز میں نشاندہی فرمائی، جس کی طرف آج ہماری توجہ نہیں، وہ مرض یہ ہے کہ عورتوں کو زیورات کے ذریعہ سے تکبر اور فخر وتفاخر کا اظہار نا جائز ہے اور آج کل عام طور پر عورتیں سونے کے زیورات ہی کا انتخاب کرتی ہیں، حالانکہ زیور تو چاندی کا بھی ہوتا ہے، اور عورتوں کو سونے کے زیور کی طرح چاندی کا زیور پہننا بھی جائز ہے، مگر وہ زیادہ تر بلکہ آج کل تقریباً پچانوے فیصد سونے ہی کا زیور استعمال کرتی ہیں۔

جس کی ایک اہم وجہ جو مشاہدہ میں ہے ریا کاری اور دکھلاوا نیز فخر وتفاخر اور تکبر کا مرض ہے

---

[۱] رقم الحديث ۴۲۳۷، كتاب الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، واللفظ لهٗ، نسائي رقم الحديث ۵۱۳۸، مسند احمد رقم الحديث ۲۷۰۷۸، سنن دارمي رقم الحديث ۲۶۸۷، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۶۲۲، سنن البيهقي رقم الحديث ۷۵۵۴، مسند اسحاق بن راهويه رقم الحديث ۲۳۸۵.

قال الحسن بن أحمد الصنعاني: أخرجه أبو داود والنسائي بإسناد صحيح إلا ربعى عن امرأته وهى مجهولة، وقال المنذرى: لحذيفة أخوات أدركن النبى -صلى الله عليه وسلم -(فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختارللحسن بن أحمد بن يوسف بن محمد بن أحمد الرُّباعى الصنعانى، تحت رقم الحديث ۸۶۶، ج ۱ ص ۲۷۸، كتاب اللباس)

اور یہ مرض ان کے لئے قیامت کے دن سخت اور دردناک عذاب کا باعث ہوگا۔ [1]

چنانچہ آج کل یہ بات عام دیکھنے میں آتی ہے کہ چاندی کے زیور کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، اگر کوئی عورت چاندی کا زیور پہنے اسے معاشرے میں حقیر سمجھا جاتا ہے اور سونے کا زیور پہننے والی عورت کو معزز سمجھا جاتا ہے۔

سونے کی زیادہ طلب اور چاندی کی کم طلب کی وجہ سے آج سونے اور چاندی کی قیمتوں میں اتنا فرق ہوگیا ہے کہ اگر سونے سے زکاۃ کا ساڑھے سات تولہ نصاب آج ہماری کرنسی کی نسبت سے لاکھوں روپے میں بنتا ہے تو چاندی سے زکاۃ کا نصاب ہماری کرنسی کی نسبت سے صرف بیس پچیس ہزار میں بن جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے کئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

سونے کے زیورات کی دوڑ میں اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کسی عورت کے نکاح کا اس وقت تک تصور ہی نہیں کیا جاتا جب تک سونے کے زیورات کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو، حالانکہ نکاح کے لئے زیور کا مہیا ہونا نہ فرض ہے نہ واجب، اور نہ ہی سنت، البتہ نکاح بعض حالات میں فرض، بعض حالات میں واجب اور بعض حالات میں سنت ہے، آج سونے کے زیور کے استعمال کو خواتین نے فرض و واجب کا درجہ دے رکھا ہے، حالانکہ عورت کو زیور پہننا جائز ہے اور جائز ہونے کی بھی کچھ شرائط ہیں، لیکن شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے بھی زیور نہ پہننے کی یہ فضیلت ہے کہ جس عورت نے دنیا میں زیور نہ پہنا اسے آخرت میں بہت کچھ ملے گا (ملاحظہ ہو بہشتی زیور، تیسرا حصہ ص ۶۲، لباس اور پردے کا بیان)

مگر عورتوں نے ایک تو جائز کو فرض و واجب بنالیا، اور زیور نہ پہننے کی فضیلت کو بالکل نظر انداز کردیا، اور اوپر سے جائز ہونے کی جو شرائط تھیں ان کا بھی لحاظ نہ کیا، اور پے در پے شریعت

---

[1] فدل ذالک ان الوعید انماھی علیٰ اظھار حلیة الذھب علی سبیل التفاخر لاعلی نفس التحلی بالذھب فلااشکال ،وماقیل ان الذھب و الفضة فی ھذاسواء ففیه ان التفاخر بالذھب اکثروقوعا کمالایخفی مع ان الذھب ابعد من الحاجة لان الحاجة تندفع بحلیة الفضة مع تسفیرھا بالزعفران وغیرہ(اعلاء السنن ج۱۷ ص ۲۸۸ ،کتاب الحظر والاباحة،باب حرمة الذھب علی الرجال وحلهٔ للنساء)

کے احکام کی مخالفت پر اتر آئیں جس کی وجہ سے آخرت کے عذاب اور وبال کو اپنے سر پر مسلط کرلیا۔

یہ تو آج کل مسلمان خواتین کا حال ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواتین کا کیا حال تھا، اور ان کا دنیا کے مال ودولت اور زیورات کے ساتھ کس قسم کا تعلق تھا، آیئے اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَوَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ(بخاری) [1]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین (کے مجمع) کی طرف تشریف لائے اور خواتین کو وعظ ونصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ خواتین اپنے کانوں اور گلوں کے زیورات اتار اتار کر حضرت بلال (کے سامنے پھیلے ہوئے کپڑے) کی طرف پھینک رہی تھیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کا یہ صدقہ دینا غریبوں کے لئے تھا۔

اس حدیث سے صحابیہ خواتین کے ایمان کی مضبوطی پر روشنی پڑتی ہے کہ جنت کے زیورات وانعامات کی طلب نے انہیں دنیا کے زیورات سے بے رغبت کردیا تھا۔

---

[1] رقم الحدیث ۵۲۴۹، کتاب النکاح، باب والذین لم یبلغوا الحلم منکم، واللفظ لہٗ، مسند احمد رقم الحدیث ۲۵۳۳ ورقم الحدیث ۳۰۶۴.

www.idaraghufran.org

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِىْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا أَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا . قَالَتْ لاَ .قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ .قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِىِّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهٖ(ابوداؤد) [1]

ترجمہ: ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، جس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی، اور اس بیٹی کے ہاتھ میں دو سونے کے بھاری کنگن تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان دو کنگنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنا دیں (یہ سن کر) اس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) اتارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ڈال دیئے اور کہا کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (آپ جہاں چاہیں اللہ کے راستے میں خرچ فرمادیں) (ابوداؤد)

---

[1] رقم الحديث ۱۵۶۳، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو وزكاة الحلى .

قال بدرالدين العينى: قلت :قال ابن القطان فى كتابه :إسناده صحيح، وقال الحافظ المنذرى : إسناده لا مقال فيه، فإن أبا داود رواه عن أبى كامل الجحدرى وحميد بن مسعدة وهما من الثقات احتج بهما مسلم، وخالد بن الحارث إمام فقيه احتج به البخارى ومسلم، وكذلك حسين بن ذكوان المعلم احتجا به فى (الصحيح) ووثقه ابن المدينى وابن معين وأبو حاتم، وعمرو بن شعيب ممن قد علم وهذا إسناد تقوم به الحجة إن شاء الله تعالى(عمدة القارى، ج۹ ص ۳۴، كتاب الزكاة، باب زكاة على الاقارب)

قلت فظهر أن قول الترمذى لا يصح فى هذا عن النبى صلى الله عليه وسلم شىء غير صحيح والله تعالى أعلم(تحفة الاحوذى، ج۳ص ۲۳۰، باب ماجاء فى زكاة الحلى)

قلت :قد ثبت سماعه عن عبد الله، وهو الذى رباه حتى قيل إن محمدا مات فى حياة أبيه عبد الله، وكفل شعيبا جده عبد الله كذا فى الميزان للذهبى(مرقاة المفاتيح، ج ۱ ص ۱۷۵، كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر)

اور امام نسائی اور امام دار قطنی رحمہما اللہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُؤَدِّيْنَ زَكَاةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نسائی) ؎

ترجمہ: اہلِ یمن کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، جس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی، اور اس بیٹی کے ہاتھ میں دو سونے کے بھاری کنگن تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان دو کنگنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم کو (قیامت کے دن) آگ کے دو کنگن پہنا دیں، یہ سن کر اس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) اتارے اور رسولُ اللہ ﷺ کی طرف ڈال دیئے اور کہا کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (آپ جہاں چاہیں اللہ کے راستے میں خرچ فرما دیں) (نسائی)

اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا أَتُعْطِيَانِ زَكَاتَهُ قَالَتْ فَقُلْنَا لَا قَالَ أَمَا تَخَافَانِ أَنْ

؎ رقم الحديث ۲۴۴۹، كتاب الزكاة، باب زكاة الحلى، واللفظ لهٗ، سنن الدارقطنى رقم الحديث ۱۹۸۲.

هكذا رواه حسين المعلم، ورواه الحجاج بن أرطأة (معرفة السنن والآثار للبيهقى رقم الحديث ۲۵۰۳ و ۲۵۰۴)

وللحديث إسناد صحيح إلى عمرو بن شعيب، قد احتج به أبو محمد (بيان الوهم والإيهام فى كتاب الأحكام، ج۵ ص ۳۶۶، تحت رقم ۲۵۳۹)

يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ أَسْوِرَةً مِنْ نَارٍ أَدِّيَا زَكَاتَهُ (مسنداحمد رقم الحديث ٢٧٦١٤) [1]

ترجمہ: میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور میری خالہ کے پاس سونے کے کنگن تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکاۃ دیتی ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائیں، ان کی زکاۃ ادا کیا کرو (مسنداحمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے؛ وہ فرماتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى فِيْ يَدَيَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَتُؤَدِّيْنَ زَكَاتَهُنَّ قُلْتُ لَا أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد، رقم الحديث ١٥٦٥، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو وزكاة الحلى)

ترجمہ: ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے؛ تو انہوں نے میرے ہاتھ میں میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھیں، تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے یہ آپ کی خاطر زینت حاصل کرنے کے لئے بنوائی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں، یا اسی سے ملتا جلتا جو اللہ کو منظور تھا؛ وہ جواب دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آپ کو آگ کے عذاب کے لئے کافی ہے (ابوداؤد)

---

[1] قال الهيثمي:
رواه أحمد، وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج٣ص ٦٦، كتاب الزكاة، باب زكاة الحلى)
لا شك فى أنه يصلح للاستشهاد (تحفة الاحوذى، ج٣ص ٢٢٧، باب ماجاء زكاة الحلى)

www.idaraghufran.org

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے استعمالی زیور میں بھی زکاۃ واجب ہے، اور چاندی سے بنے ہوئے زیور کو بھی چاندی کا حکم حاصل ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہے۔ [1]

اگر شبہ کیا جائے کہ ان انگوٹھیوں کی مقدار تو نصاب کی مقدار سے کم ہوگی، پھر زکاۃ کا حکم کیسے فرمایا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ دوسرے زیور یا سونے چاندی کے ساتھ ملا کر نصاب کی مقدار بننے کی وجہ سے یہ حکم فرمایا ہو۔ [2]

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

أَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ (بخاری) [3]

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کرتی رہو اور (مال کو) گن گن کر (اور شمار کر کر کے) مت رکھنا، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر (اور شمار کر کر کے) دیں گے (یعنی خوب زیادہ نہیں دیں گے) اور مال کو بند کر کے (اور روک کر) مت رکھنا، ورنہ اللہ تعالیٰ (بھی اپنی بخشش کو) تمہارے سے بند کر دیں گے (اور روک دیں گے) (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بھی فرمایا کہ:

---

[1] فانتظم هذا الخبر معنيين أحدهما وجوب زكاة الحلى والآخر أن المصوغ يسمى ورقا لأنها قالت فتخات من ورق فاقتضى ظاهر،قوله فى الرقة ربع العشر،إيجاب الزكاة فى الحلى لأن الرقة والورق واحد(أحكام القرآن للجصاص ،ج٤ص ٣٠٤،سورة البرأة)

[2] حدثنا صفوان بن صالح، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا سفيان، عن عمر بن يعلى، فذكر الحديث نحو حديث الخاتم، قيل لسفيان كيف تزكيه، قال :تضمه إلى غيره (ابو داؤد،رقم الحديث ١٥٦٦ ،كتاب الزكاة،باب الكنز ما هو وزكاة الحلى)

[3] رقم الحديث ٢٥٩١ ،كتاب الهبة،باب هبة المرأة لغير زوجها وعتقها إذا كان لها زوج فهو جائز، واللفظ له، مسلم رقم الحديث ١٠٢٩ "٨٨"

www.idaraghufran.org

اَرْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ (بخاری) ¹

ترجمہ: جو کچھ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتی رہو (بخاری)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی تھیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں تقریباً دس سال بڑی تھیں، انہوں نے مکہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، بعض تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اٹھارہویں نمبر پر اسلام لائیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل معلوم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرتی تھیں، مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے اور غریبوں کی ضرورت میں مدد کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار جامع نصیحتیں فرمائیں۔

(۱)...... پہلی نصیحت: یہ فرمائی کہ ''اَنْفِقِیْ'' یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرتی رہا کرو، مطلب یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا عمل جاری رکھا کرو، یہ نہیں کہ ایک مرتبہ خرچ کرنے کے بعد بالکل بے توجہی اور لاپرواہی اختیار کر لی اور سمجھ لیا کہ اب تو خرچ کر دیا، اس کے بعد خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)...... دوسری نصیحت: یہ فرمائی کہ ''وَلَا تُحْصِیْ'' یعنی گِن گِن کر نہ رکھنا''

اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ صرف جمع کرنے اور مال سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کی دُھن میں نہ لگی رہو، کہ روزمرہ مال کو بڑھانے کی ہی فکر سوار رہے کہ آج اتنا ہو گیا اور آج اتنا ہو گیا، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ غریبوں کو نہیں دیتے بلکہ اپنی ضرورتیں پوری کرنے میں بھی خرچ نہیں کرتے، بس ہر وقت مال بڑھانے کے متلاشی رہتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو حدیث شریف میں عبدُ الدّینار (یعنی دینار کا بندہ) اور عبدُ الدّرہم (یعنی درہم

---

¹ رقم الحديث ۱۴۳۴، كتاب الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع.

www.idaraghufran.org

کا بندہ) بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بندہ کی برائی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ (بخاری) [۱]

ترجمہ: بے مراد اور ناکام ہو دینار اور درہم (یعنی روپیہ، پیسہ) کا بندہ اور جھالردار اور چورس چادر کا بندہ، جس کا حال یہ ہے کہ اگر اسے مل جائے تو راضی ہو جائے اور نہ ملے تو خفا ہو جائے (بخاری)

ملاحظہ فرمائیں! مال و دولت اور روپیہ پیسہ اور کپڑے ولباس کے بندہ یعنی حریص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی خفگی اور ناراضگی ظاہر فرمائی، یہاں تک کہ اس کے حق میں بددعا تک فرمادی۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ [۲]

دوسرا مطلب ''وَلَا تُحْصِيْ'' (یعنی گن گن کر نہ رکھنا) کا یہ ہے کہ ضرورت مند اور غریب کو دیتے وقت اس لئے شمار نہ کرنا کہ کہیں زیادہ تو نہیں جارہا، مثلاً ضرورت مند کو کچھ

---

[۱] رقم الحدیث ۶۴۳۵، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال، واللفظ لهٗ، سنن ابنِ ماجة رقم الحدیث ۴۱۳۵.

[۲] (تعس) بکسر العین المهملة، ویجوز الفتح :أی خر لوجهه، والمراد هنا هلک .قال ابن الأنباری :التعس الشر، وقیل العبد (عبد الدینار والدرهم والقطیفة) بالقاف والطاء المهملة والتحتیة والفاء بوزن صحیفة هی الثوب الذی له خمل (والخمیصة) بالخاء المعجمة وبالمیم والصاد المهملة بالوزن المذکور هی کساء مربع :أی عبد کل مما ذکر وقد جاء التصریح بالمضاف مع کل فی روایة للبخاری بلفظ تعس عبد الدینار وعبد الدرهم وعبد القطیفة وعبد الخمیصة رواه کذلک فی کتاب الجهاد :أی طالب ما ذکر الحریص علی جمعه القائم علی حفظه فکأنه لذلک خادمه وعبده، قال :خص العبد بالذکر لیؤذن بانغماسه فی محبة الدنیا کالأسیر الذی لا یجد ملخصاً، ولم یقل مالک ولا جامع الدنیا لأن المذموم من الملک والجمع الزیادة علی الحاجة .وقال غیره :جعله عبداً لها لشغفه وحرصه فمن کان عبداً لهواه لم یصدق فی حقه إیاک نعبد وإیاک نستعین فلا یکون من اتصف بذلک صدیقاً قاله فی الفتح (إن أعطی) بالبناء للمفعول مما ذکر (رضی وإن لم یعط لم یرض) هذان الشرطان وجوابهما مسوقان لبیان سبب شدة حرصه علی ذلک(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، ج۴ص ۳۹۶،۳۹۷، باب فضل الزهد فی الدنیا)

www.idaraghufran.org

دیتے وقت دل تنگ ہورہا ہے اور اس میں کمی کر رہا ہے۔

بہر حال دونوں میں سے جو مطلب بھی لیا جائے، مراد یہ ہے کہ مال و دولت کی بے جا محبت دل میں نہ ہونی چاہئے، اور جہاں خرچ کرنے کا موقعہ اور شریعت کی طرف سے حکم ہو اور اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کے لئے دیا بھی ہو تو خرچ کرنا چاہئے اور بخل و کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

فَیُحْصِی اللّٰہُ عَلَیْکِ ''یعنی اگر تم مال و دولت اور روپیہ پیسہ کو گن گن کر اور جمع کر کر کے رکھو گی اور ضرورت مند کو دیتے وقت بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ کرو گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی انداز میں گن گن کر ملے گا، جس میں برکت نہیں ہوگی، ایسی صورت میں بہت زیادہ مال و دولت ہونے کے باوجود بھی اپنی ضرورت کے لئے کافی نہ ہوگا۔

بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا ہے کہ'' **فَیُحْصِی اللّٰہُ عَلَیْکِ** ''(اللہ تعالیٰ تمہیں گن گن کر دیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم غریبوں پر خرچ کرتے وقت یہ خیال کرو گی کہ کہیں زیادہ تو نہیں چلا گیا تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ بھی اپنے دیئے ہوئے مال کا قیامت کے دن حساب لیتے وقت سختی فرمائیں گے اور چھان بین کے ساتھ حساب لیں گے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ (سورة القصص، رقم الآية ۷۷)

ترجمہ: مخلوق کے ساتھ احسان کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا (سورہ قصص)

(۳)...... تیسری نصیحت: یہ فرمائی کہ'' **وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِی اللّٰہُ عَلَیْکِ** ''

یعنی مال کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے غیب کے خزانہ سے تمہیں

عطا نہیں فرمائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بہت ملتا ہے اور رزق میں وُسعت ہوتی ہے اور اگر رزق تھوڑا ہو تو اس میں بہت برکت ہوتی ہے۔ [ل]

جن خواتین وحضرات کو مال جمع کر کے رکھنے کا شوق ہوتا ہے وہ اپنی ضروریات بھی دباتے رہتے ہیں، بیوی بچوں پر خرچ کرنے میں کمی کرتے ہیں، جس سے ان کے حقوق تلف اور ضائع ہوتے ہیں، پھر دوسرے ضرورت مندوں کو دینے کا سوال کہاں ہوگا؟

پس بعض خواتین وحضرات مال کے فرائض بھی ادا نہیں کرتے، مثلاً زکاۃ، صدقۂ فطر، قربانی اور بندوں کے واجب حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی دھیان نہیں دیتے جس کی سزا آخرت میں بہت بڑی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ل (أنفقي) أي تصدقي يا أسماء بنت أبي بكر الصديق (ولا تحصي) لا تبقي شيئا للإدخار أو لا تعدي ما أنفقتيه فتستكثريه فيكون سببا لانقطاع إنفاقک (فيحصي الله عليک) أي يقلل رزقک بقطع البركة أو بحبس مادته أو بالمحاسبة عليه في الآخرة وهو بالنصب جواب النهي والإحصاء مجاز عن التضييق لأن العد ملزومه أو من الحصر الذي هو المنع (ولا توعي) بعين مهملة أي لا تحفظي فضل مالک في الوعاء وهو الظرف أو لا تجمعي شيئا في الوعاء وتدخريه بخلا به (فيوعي الله عليک) أي يمنع عنک مزيد نعمته عبر عن منع الله بالإيعاء ليشاكل قوله لا توعي فإسناد الإيعاء إليه تعالى للمشاكلة والإحصاء معرفة قدر الشيء وزنا أو عدا أو كيلا وكثيرا ما يراد بالإنفاق في كلام الشارع الأعم من الزكاة والصدقة فيشمل جميع وجوه الإنفاق من المعارف والحظوظ التي تكسب المعالي وتنجي من المهالک (فيض القدير للمناوي تحت حديث رقم ۲۷۴۷)

(وعن أسماء) بنت الصديق الأكبر (قالت: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: أنفقي) أي: في مرضاة الله - تعالى - (ولا تحصي) أي لا تبقي شيئا للادخار، فإن من أبقى شيئا أحصاه، وقيل: معناه ولا تعدي ما أنفقته فتستكثريه فيكون ذلک سببا لانقطاع إنفاقک وهو معنى قوله (فيحصي الله عليک) بالنصب جوابا للنفي أي: فيقل الرزق عليک بقطع البركة ويجعله كالشيء المعدود، أو فيحاسبک عليه في الآخرة، قال الطيبي: وأصل الإحصاء الإحاطة بالشيء حصرا وعددا، والمراد هنا عد الشيء للقنية والادخار للاعتداد وترک الإنفاق منه في سبيل الله اهـ. فقوله في "فيحصي الله عليک" من باب المشاكلة أو على طريق التجريد (ولا توعي فيوعي الله عليک) الإيعاء حفظ الشيء في الوعاء أي: لا تمنعي فضل المال عن الفقير فيمنع الله عنک فضله ويسد عليک باب المزيد (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۱۹، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساک)

كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى

(سورة المعارج، رقم الآية ۱۵ تا ۱۸)

ترجمہ: وہ آگ ایسی لپٹوں والی ہے جو کھال اتار دے گی، وہ اس شخص کو بلاوے گی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے رُخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا (سورہ معارج)

(۴)...... چوتھی نصیحت: یہ فرمائی کہ **"اِرْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ"** یعنی جو کچھ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتی رہو۔

"جو کچھ ہوسکے" بہت عام ہے اور ہر امیر غریب اس پر عمل کرسکتا ہے در حقیقت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کا تعلق آخرت کی محبت سے ہے، مالداری سے نہیں ہے، غریب بھی خرچ کرسکتا ہے مگر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا، اور امیر بھی خرچ کرسکتا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا، دنیاوی ضرورتوں میں بھی تو امیر و غریب سب ہی خرچ کرتے ہیں، آخرت کی فکر ہو تو اس میں بھی امیر غریب سب ہی خرچ کریں۔ [1]

مگر خواتین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شوہر کے مال میں سے ان کو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اگر اپنا مال ہو تو خرچ کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

---

[1] (ارضخی) بفتح الضاد الرضخ :العطية القليلة أی :أعطی (ما استطعت) أی :ما قدرت عليه وإن كان قليلا وأنفقی شيئا وإن كان يسيرا ولا تجعليه حقيرا، فإنه ربما يكون عند الله كثيرا وفی ميزان القبول كبيرا، قال -تعالى (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره)قال -عز وجل -(وإن كان مثقال حبة من خردل أتينا بها وكفی بنا حاسبين)وقال -جل عظمته -(وإن تک حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه أجرا عظيما)وقال ابن الملک :وإنما أمرها -صلى الله عليه وسلم -بالرضخ لما عرف من حالها أنها لا تقدر تتصرف فی مالها ولا فی مال زوجها بغير إذنه إلا فی الشیء اليسير الذی جرت العادة فيه بالتسامح من قبل الزوج كالكسرة والتمرة، وبالطعام الذی يفضل فی البيت ولا يصلح للادخار لتسارع الفساد إليه(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۳۱۹ ، كتاب الزكاة،باب الإنفاق وكراهية الإمساک)

www.idaraghufran.org

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں چندہ کے بارے میں بہت سخی ہوتی ہیں، جہاں انہوں نے صدقہ کے فضائل کسی وعظ میں سُنے اور زیور نکالنا شروع کیا۔

یاد رکھو! جو زیور خاص تمہاری مِلک ہو اس میں سے دینے کا تو مضائقہ (حرج) نہیں مگر جو زیور شوہر نے محض (صرف) پہننے کے لئے دیا ہو، اس کو چندہ میں دینا خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

یہ تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ خاوند (شوہر) کا مال دیا جائے۔

اور اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو اس میں خاوند کی اجازت کی ضرورت نہیں مگر اس سے مشورہ کر لینا چاہئے (تاکہ بعد میں کوئی اختلاف ونزاع اور بدمزگی پیدا نہ ہو)

البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال (یعنی غالب گمان) اجازت کا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں'' (اصلاحِ خواتین ص ۱۳۸ بحوالہ وعظ اسبابُ الغفلۃ ص ۳۸۷)

خواتین کی زکاۃ کے بارے میں غفلت

زکاۃ ادا نہ کرنے پر بے شمار وعیدیں ہیں، اور زکاۃ ادا نہ کرنے سے آخرت کا تو عذاب ہوتا ہی ہے، دنیا میں بھی طرح طرح کے عذابوں کا سامنا ہوتا ہے۔

مگر آج کل اکثر زیور کی زکاۃ نہ خواتین ادا کرتی ہیں اور نہ مرد، مرد سمجھتا یا کہہ دیتا ہے کہ زیور عورت کا ہے اور عورت سمجھتی یا کہہ دیتی ہے کہ زیور مرد کا ہے، اور دونوں ہی زکاۃ کے فریضہ سے اس طرح کا حیلہ کر کے جان چرا لیتے ہیں، مگر اس بہانہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بچت نہیں ہو سکتی، زیور جس کی ملکیت ہے اسی کے ذمہ زکاۃ بھی لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں مال کی محبت ہونے اور اپنے زیوروں کی زکاۃ نہ دینے کی نشاندہی فرمائی ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ وہ مال اور خاص طور پر زیور کی بے

جا محبت دل میں نہ رکھا کریں، اور زکاۃ وصدقات کا اہتمام کیا کریں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''زکاۃ میں بھی عورتیں بہت سُستی کرتی ہیں کہ اپنے زیوروں، لچکوں کی زکاۃ نہیں دیتیں۔ یاد رکھو! جتنا زیور عورت کو جہیز میں ملتا ہے وہ اس کی مِلک ہے، اس کی زکاۃ دینا اس پر واجب ہے، اور جو زیور شوہر کے گھر سے ملتا ہے اگر وہ اس نے اِن کی مِلک کر دیا ہے تو اس کی زکاۃ بھی اِن پر واجب ہے اور اگر مِلک نہیں کیا محض پہننے کے واسطے دیا ہے تو اس کی زکاۃ مردوں کے ذمہ واجب ہے۔

ہر سال اپنے زیور کا حساب کر کے جتنی زکاۃ اپنے ذمہ ہو فوراً ادا کر دینی چاہیئے، اس میں سُستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے'' (خطباتِ حکیم الامت ج ۲۰ بعنوان حقوق الزوجین ص ۱۰۷ وعظ الکمال فی الدین)

بعض خواتین سمجھتی ہیں کہ سونا، چاندی اگر استعمالی ہو تو اس پر زکاۃ لازم نہیں خواہ کتنا زیادہ ہو اور اگر استعمالی نہ ہو تو لازم ہے یہ سراسر غلط فہمی ہے۔

خواتین میں ایک یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جب تک ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی نہ ہو تو کسی حال میں زکاۃ واجب نہیں، حالانکہ وزن کا اعتبار اس صورت میں ہے کہ جب کسی کی ملکیت میں صرف سونا یا صرف چاندی ہو، تجارت کا سامان ذرا سا بھی نہ ہو، نقدی ایک پیسہ بھی نہ ہو (اور آج کل کچھ نہ کچھ نقدی ہوتی ہی ہے) اور اگر کسی مرد یا عورت کی ملکیت میں دو یا زیادہ طرح کی چیزیں ہوں تو ہر ایک کا علیٰحدہ نصاب پورا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس صورت میں جبکہ چاندی کی مالیت (ویلیو) سونے سے کم ہے، مذکورہ دو یا زیادہ طرح کی سب چیزوں کی مالیت (ویلیو) ملا کر دیکھی جائے گی، اگر سب کی مالیت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے، چنانچہ خواتین کے پاس کئی کئی تولے سونا ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ نقدی بھی ضرور ہوتی ہے مگر وہ

زکاۃ ادا نہیں کرتیں، اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

خواتین کی قربانی کرنے میں غفلت

زکاۃ کی طرح بعض خواتین پر قربانی بھی واجب ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی قربانی نہیں کرتیں، یا تو وہ یہ سمجھتی ہیں کہ قربانی عورتوں پر واجب ہی نہیں ہوتیں، بلکہ صرف مَردوں پر واجب ہوتی ہے، یا پھر یہ سمجھتی ہیں کہ ہماری زکاۃ یا قربانی ہمارے شوہروں کے ذمہ لازم ہے اور اگر ان کے شوہر ادا نہ کریں تو وہ خود بھی ادا نہیں کرتیں جبکہ عورت خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے قربانی واجب ہے، اسی طرح شرعاً عورت کے مال اور زیورات وغیرہ کی زکاۃ یا قربانی ان کے شوہروں پر لازم نہیں بلکہ ان پر خود اپنے مال سے لازم ہے۔ خواہ اس کے لئے زیور وغیرہ کیوں نہ بیچنا پڑے۔ البتہ اگر کسی عورت کا شوہر اپنی رقم سے اس کی طرف سے زکاۃ یا قربانی ادا کردے تو جائز ہے (جبکہ بیوی کی طرف سے صراحتاً یا دلالۃً اجازت ہو)

خواتین کی صدقۂ فطر ادا کرنے میں غفلت

عاقل، بالغ اور صاحبِ نصاب عورت پر عید کے دن اپنا صدقۂ فطر بھی ادا کرنا واجب ہے، مگر بہت سی خواتین اس میں بھی غفلت کرتی ہیں اور صدقۂ فطر ادا نہیں کرتیں۔

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم سے بچنے کے لیے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فرض وواجب سے آگے بڑھ کر نفلی صدقات بھی دیا کریں، اور اگر واجب صدقہ بھی ادا نہیں کیا تو جہنم سے کیسے بچ سکیں گی؟

زکاۃ وصدقات کے مصرف سے متعلق اہم ہدایت

بہت سی خواتین زکاۃ وصدقات کا تو اہتمام کرتی ہیں، لیکن مصرف اور مستحق کا انتخاب درست نہیں کرتیں اور بے محل و بے جا خرچ کرتی ہیں، اور ہر پیشہ ور اور مانگنے والے کو مستحق سمجھ بیٹھتی

ہیں، حالانکہ زکاۃ وصدقات صحیح مستحق اور اصل غریبوں کا حق ہے، پیشہ وَر لوگوں کا نہیں، اور اس میں بھی مناسب ہے کہ دیندار لوگوں کا انتخاب کیا جائے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ زکاۃ وصدقات کا ایک اہم مقصد مال کی محبت کم کرنا اورغریبوں ونا داروں کا تعاون کرنا ہے، پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اگر اس میں کوئی اور کارِ خیر بھی شامل ہوجائے تو اس کا ثواب دوبالا ہوجاتا ہے۔

مثلاً اگر اپنے غریب و مستحق رشتہ داروں کو زکاۃ دی جائے تو اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک تو خود زکاۃ ادا کرنے کا جو ہر صحیح مصرف میں ادا کرنے سے بہرحال ملتا ہی ہے، اور دوسرا ثواب رشتہ داروں کے ساتھ احسان وصلہ رحمی کرنے کا، اسی وجہ سے غریب و مستحق رشتہ دار کو زکاۃ دینا دوہرا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر زکاۃ کسی ایسے صحیح مصرف میں لگائی جائے کہ اس میں کوئی اور دینی فائدہ اور اس سے بڑھ کر صدقۂ جاریہ ہونے کا پہلو بھی شامل ہوجائے تو وہ بھی ثواب کو دوچند کرنے کا باعث ہوگا، اور اسی وجہ سے دینی مدارس کے غریب و مستحق طلبہ پر اپنی زکاۃ کو خرچ کرنا دوہرے ثواب کا باعث ہے، چنانچہ یہاں بھی ایک ثواب تو خود زکاۃ کی ادائیگی کا ہے، اور دوسرا ثواب نیک لوگوں پر خرچ کرنے کا ہے، جو اللہ کے راستہ میں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور دین کی تعلیم کے حصول کے لئے نکلے ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ زکاۃ کی جو رقم نیک ہستیوں اور اس سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کے مہمانوں پر اور دین کی تعلیم حاصل کرنے اور پھیلانے کے لئے خرچ ہوگی اس کا ثواب اور اجر بہت بڑھ جائے گا۔

پھر اس میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ دین کی تعلیم حاصل کر کے طالب علم جو دین کی خدمت کریں گے اور جہاں جہاں بھی ان کی تبلیغ اور دینی جدوجہد کا فیض واسطہ در واسطہ پہنچے گا، اس ثواب میں زکاۃ دینے والوں کو بھی اجر حاصل ہوگا، اور یہ ظاہر ہے کہ دینی تعلیم کا سلسلہ واسطہ در واسطہ اور نسل در نسل ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور شروع اسلام سے اس کا سلسلہ جاری ہے،

اورقربِ قیامت تک جاری رہے گا، جس مرحلے میں بھی اشاعتِ دین کے اس جاری وساری سلسلے میں کوئی شامل وشریک ہوگا آئندہ زمانہ میں تاقربِ قیامت وہ اس صدقۂ جاریہ میں انوسٹر اور حصہ دار بن جائے گا۔

(۲)......دوسرا عمل: استغفار کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کثرت سے استغفار کیا کریں، اور استغفار کے معنیٰ اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کے آتے ہیں۔

اہلِ علم حضرات نے استغفار کو توبہ سے عام قرار دیا ہے، اور استغفار اور توبہ میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ توبہ صرف اپنی ذات ہی کے لئے ہوتی ہے، جبکہ استغفار اپنے لئے اور اپنے علاوہ دوسرے کے لئے بھی ہوتا ہے، نیز توبہ میں گزشتہ زمانہ پر (جس میں وہ گناہ سرزد ہوا) ندامت وشرمندگی ہوتی ہے، اور آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہوتا ہے، جبکہ استغفار میں صرف ماضی کے گناہ پر مغفرت طلب کی جاتی ہے، اور اس کے لئے آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری نہیں۔ [1]

پھر استغفار یعنی مغفرت طلب کرنا کبھی تو صرف زبان سے ہوتا ہے، اور کبھی صرف دل سے ہوتا ہے، اور کبھی زبان اور دل دونوں سے ہوتا ہے۔

---

[1] باب الاستغفار أی طلب المغفرة (مرقاة المفاتيح، ج ۴ ص ۱۶۰۹، كتاب اسماء الله تعالىٰ، باب الاستغفار)

واعلم أنه قد نبه الشيخ شمس الدين الجزرى على الفرق بين التوبة والاستغفار، بأن التوبة لا تكون إلا لنفسه، بخلاف الاستغفار، فإنه يكون لنفسه ولغيره .وبأن التوبة :هى الندم على ما فرط منه فى الماضى، والعزم على الامتناع عنه فى المستقبل .والاستغفار :طلب الغفران لما صدر منه، ولا يجب فيه العزم فى المستقبل (فيض البارى شرح البخارى، كتاب الدعوات، باب التوبة)

وليعلم أن بين التوبة والاستغفار فرقاً فإن التوبة هو ترک الإثم والعزم على الترک مع الندامة على ما فعل ، وليس ذلک فى الاستغفار وعلى هذا يمكن الاستغفار للغير بخلاف التوبة (العرف الشذى للكشميرى، ج ۱ ص ۳۸۴، باب ما جاء فى الصلاة عند التوبة)

www.idaraghufran.org

یہ تمام صورتیں ثواب کا باعث اور مفید ہیں، البتہ تیسری صورت (یعنی زبان اور دل دونوں سے استغفار کرنا) سب سے زیادہ مفید ہے (کیونکہ اس میں دل اور زبان دونوں مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتے ہیں)

اور اس کے بعد دوسری صورت (یعنی دل سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں دل مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتا ہے، اور اصل مرکز دل ہی ہے)

اور اس کے بعد پہلی صورت (یعنی صرف زبان سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں زبان کا عمل پایا جاتا ہے، نیز یہ ذکر کی عادت کا باعث ہے) [1]

گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فی نفسہٖ توبہ اور استغفار دو الگ الگ عمل ہیں۔

البتہ اگر استغفار اس طرح کیا جائے کہ اپنے گناہ پر ملامت ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا بھی پختہ ارادہ ہو، تو پھر یہ استغفار توبہ کو بھی شامل ہوگا، اور اسی حیثیت سے بعض اوقات استغفار کا توبہ پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اگر استغفار میں توبہ کی حقیقت شامل نہ ہو، تو اس پر گناہ کی معافی کا مرتب ہونا ضروری نہیں، البتہ امکان ہے۔

---

[1] وقال السبكي الكبير :الاستغفار طلب المغفرة باللسان أو بالقلب أو بهما .الأول فيه نفع لأنه خير من السكوت، ولأنه يعتاد فعل الخير، والثاني نافع جدا، والثالث أبلغ منه، لكنهما لا يمحصان الذنب حتى توجد التوبة، فإن العاصي المصر يطلب المغفرة ولا يستلزم ذلك وجود التوبة منه .قلت :قوله لا يمحصان الذنب حتى توجد التوبة، مراده أنه لا يمحصانه قطعا وجزما، لا أنه لا يمحصانه أصلا، لأن الاستغفار دعاء ، وقد يستجيب الله دعاء عبده فيمحص ذنبه، ولأن التمحيص قد يكون بفضل الله -تعالى - أو بطاعة من العبد، أو ببلية فيه، ثم قال :والذي ذكرته من أن معنى الاستغفار غير معنى التوبة هو بحسب وضع اللفظ، لكنه غلب عند كثير من الناس أن لفظ أستغفر الله معناه التوبة، فمن كان ذلك معتقده فهو يريد التوبة لا محالة، ثم قال :وذكر بعض العلماء أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار لقوله تعالى :(وأن استغفروا ربكم ثم توبوا إليه)والمشهور أنه لا يشترط .اهـ(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۲۱۸، كتاب اسماء الله تعالىٰ، باب الاستغفار)

www.idaraghufran.org

تاہم ایسی صورت میں استغفار کا اجروثواب ضرور حاصل ہوگا۔ ل
اوراس میں شبہ نہیں کہ اگر استغفار دل اورزبان کے ساتھ اس طرح کیا جائے، کہ اس میں توبہ کی حقیقت بھی شامل ہو، یعنی فی الحال اس گناہ کو چھوڑ کر گزشتہ کئے پر ندامت اور شرمندگی ہو، اور آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ ہو، تو یہ زیادہ مفید اور نورٌ علیٰ نور ہے۔ ۲
صدقے کی طرح استغفار بھی جہنم سے عذاب کا ذریعہ ہے، اور استغفار کے لیے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" پڑھنا بھی کافی ہے، اس کے علاوہ استغفار کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں، وہ بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔
ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:
مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَسُرُّهُ صَحِيُفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ فِيهَا مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ (المعجم الاوسط

ل قال فی الحلبیات :الاستغفار طلب المغفرة إما باللسان أو بالقلب أو بهما فالأول فيه نفع لأنه خير من السكوت ولأنه يعتاد قول الخير والثانی نافع جدا والثالث أبلغ منه لكن لا يمحصان الذنوب حتى توجد التوبة فإن العاصی المصر يطلب المغفرة ولا يستلزم ذلک وجود التوبة منه قال :وما ذكر من أن معنى الاستغفار غير معنى التوبة هو بحسب وضع اللفظ لكنه غلب عند الناس أن لفظ أستغفر الله معناه التوبة فمن اعتقده فهو يريد التوبة لا محالة وذكر بعضهم أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار لآية (استغفروا ربكم ثم توبوا إليه) والمشهور عدم الاشتراط انتهى(فيض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۸۳۲۲)

(باب الاستغفار)أی :طلب المغفرة، وهو قد يتضمن التوبة وقد لا يتضمن (مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۶۰۹،كتاب اسماء الله تعالیٰ، باب الاستغفار)

ثم اعلم أن التوبة إذا وجدت بشروطها المعتبرة، فلا شک فی قبولها وترتب المغفرة عليها لقوله تعالى :(وهو الذی يقبل التوبة عن عباده) ولا يجوز الخلف فی إخباره وعده ووعيده، وأما "الاستغفار "على وجه "الافتقار " "والانكسار "بدون تحقق التوبة، فقد يكون ماحيا لذنوب، وقد لا يكون ماحيا، لكن يترتب عليه الثواب ألبتة، وهو داخل تحت المشيئة(مرقاة المفاتيح، ج۴ص۱۶۳۷،كتاب اسماء الله تعالیٰ، باب الاستغفار)

۲ وفی جمعه بين الاستغفار والتوبة احتياط، لأن الاستغفار محتمل لكل من المعنيين، ويقرب حمله على التوبة (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج۲ص ۳۴۴،۳۴۵،باب الحث)

www.idaraghufran.org

للطبرانی رقم الحدیث ۸۳۹) [1]

ترجمہ: جس کو یہ بات پسند ہو کہ (قیامت کے دن) اس کا نامۂ اعمال اس کو خوش کرے، تو اسے چاہئے کہ اپنے نامۂ اعمال میں استغفار کو کثرت سے شامل کیا کرے (طبرانی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

مَا مِنْ حَافِظِيْنَ يَرْفَعَا إِلَى اللّٰهِ مَا حَفِظَا فِيْ يَوْمٍ فَقَرَأَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ أَوَّلِ الصَّحِيْفَةِ وَفِيْ آخِرِهَا اِسْتِغْفَارًا إِلَّا قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفَيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ (مسند البزار) [2]

ترجمہ: نامۂ اعمال محفوظ کرنے والے دو فرشتے جب کسی دن کے عمل کو محفوظ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس دن کے نامۂ عمل کے اول اور آخری حصہ میں استغفار کو ملاحظہ فرماتے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس بندے کے اس نامۂ عمل کے دونوں حصوں کے درمیان والی چیزوں کو معاف کر دیا (بزار)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے باعث کسی دن اور کسی مجلس اور کسی عمل کے اول اور آخر میں استغفار کرنا اس کے درمیانی حصے کی کوتاہیوں کی تلافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

---

[1] قال الهيثمی:
رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۰۸، باب الاكثار من الاستغفار)
وقال المنذری:
رواه البيهقی بإسناد لا بأس به (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۲۵۰۴، كتاب الذكر والدعاء)

[2] رقم الحديث ۶۲۹۶، ج۱۳ ص۲۱۸، مسند ابی حمزة انس بن مالک.
قال الهيثمی:
رواه البزاز وفيه تمام بن نجيح وثقه ابن معين وغيره وضعفه البخاری وغيره، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۰۸، باب الاكثار من الاستغفار)

حدیث میں ایک صحابی کا واقعہ آتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنِّيْ لَأَخْشٰى أَنْ يُّدْخِلَنِيْ لِسَانِيْ النَّارَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَأَيْنَ أَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ " (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: یارسول اللہ مجھے ڈر ہے کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل نہ کرادے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم استغفار سے کیوں دور ہو، میں تو اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں (حاکم)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی اصلاح کے لئے استغفار کرنے کا حکم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ استغفار کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے اعمال اور اعضاء خصوصاً زبان کی اصلاح ہوتی ہے۔

اور عورتیں کیونکہ زبان کے گناہوں (مثلاً لعن طعن، ناشکری، غیبت وغیرہ) میں کثرت سے مبتلا ہوتی ہیں اس لئے انہیں خاص طور پر استغفار کی ضرورت ہے۔

نیز حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کرنے کو دل پر آ جانے والے میل کے دور کرنے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ٣٧٠٦، ج٢ ص ٤٨٦، كتاب التفسير، تفسير سورة محمد.
قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه هكذا "
وقال الذهبي في التلخيص :صحيح

[2] عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال :إن العبد إذا أخطأ خطيئة نكتت في قلبه نكتة سوداء ، فإذا هو نزع واستغفر وتاب سقل قلبه، وإن عاد زيد فيها حتى تعلو قلبه، وهو الران الذي ذكر الله (كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون) هذا حديث حسن صحيح(ترمذي رقم الحديث ٣٣٣٤، واللفظ لهٗ، ابنِ ماجه رقم الحديث ٤٢٤٤، مسند احمد رقم الحديث ٧٩٥٢)
إسناده قوي، محمد بن عجلان صدوق قوي الحديث، وباقي رجاله ثقات رجال الصحيح(حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدُ الاستغفار کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اس کو دن میں ایمان ویقین کے ساتھ پڑھ لے، اور اس دن شام ہونے سے پہلے فوت ہوجائے، تو وہ جنتیوں میں سے ہے۔

اور جو شخص اس کو رات میں ایمان ویقین کے ساتھ پڑھ لے، اور پھر صبح ہونے سے پہلے فوت ہوجائے، تو وہ جنتیوں میں سے ہے۔

اس سیدُ الاستغفار کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ .

ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ نے ہی مجھے پیدا کیا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، اور میں آپ کے عہد (میثاق) پر اور (حشر کے) وعدے پر اپنی حسبِ استطاعت قائم ہوں، میں آپ کے ذریعہ سے اپنے اعمال کے شر سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ کی اپنے اوپر نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، پس میری مغفرت فرمادیجئے، کیونکہ گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا (بخاری) [1]

---

[1] رقم الحديث ٦٣٠٣، كتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار، واللفظ لهٗ، ترمذی رقم الحديث ٣٣٩٣، نسائی رقم الحديث ٥٥٢٢، مسند احمد رقم الحديث ١٧١١١، مصنف ابنِ ابی شيبة رقم الحديث ٣٠٠٥٢.

قال الملا علی القاری: (سيد الاستغفار) قال الطيبی: استعير لفظ السيد من الرئيس المقدم الذی يعمد إليه فی الحوائج لهذا الذی هو جامع لمعانی التوبة كلها، وقد سبق أن التوبة غاية الاعتذار. اهـ. وتبعه ابن حجر، وهو يفيد أن المراد بالاستغفار إنما هو التوبة، والظاهر من الحديث الإطلاق، مع أن جامعيته لمعانی التوبة ممنوعة كما لا يخفى، إذ ليس فيه إلا الاعتراف بالذنب الناشیء عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں ہے کہ:

مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَکَثُرَ فِیْہِ لَغَطُہٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اِلَّا غُفِرَ لَہٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ

(ترمذی) [۱]

ترجمہ: جوکوئی کسی مجلس میں بیٹھے اوراس میں غپ شپ اورفضول باتیں ہوں اوراس مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہہ لے:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُاَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّآاَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

تواس مجلس میں ہونے والی باتیں معاف کردی جاتی ہیں (ترمذی)

خواتین کی مجلسوں میں زبان سے فضول باتوں کا سرزد ہونا بالکل ظاہر ہے، جس میں لعن طعن اورناشکری کرنا بھی شامل ہے، اس لیے اگرخواتین ہرمجلس برخواست کرنے سے پہلے مذکورہ استغفار کے کلمات پڑھنے کا معمول بنالیں تو اُن کے لیے مذکورہ حدیث پرعمل کرنے کی عمدہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الندامة، وأما العزم على أن لا يعود وأداء الحقوق لله والعباد، فلا يفهم منه أصلا (أن تقول) أى :أيها الراوى، أى أيها المخاطب خطابا عاما (اللهم أنت ربى) : أى :ورب كل شىء بالإيجاد والإمداد (لا إله إلا أنت) أى :للعباد (خلقتنى) : استئناف بيان للتربية (وأنا عبدک) أى :مخلوقک ومملوکک، وهو حال كقوله :(وأنا على عهدک ووعدک) أى :أنا مقيم على الوفاء بعهد الميثاق، وأنا موقن بوعدک يوم الحشر والتلاق (ما استطعت) أى :بقدر طاقتى، وقيل :أى على ما عاهدتک ووعدتک من الإيمان بک، والإخلاص من طاعتک، وأنا مقيم على ما عهدت إلى من أمرک ومتمسک به ومنجز وعدک فى المثوبة والأجر عليه(مرقاة المفاتيح، ج۴ص ۱۶۱۹، كتاب اسماء الله تعالىٰ، باب الاستغفار والتوبة)

[۱] رقم الحديث ۳۴۳۳، كتاب الدعوات،باب ما يقول إذا قام من المجلس، واللفظ لهٗ،مسند احمد رقم الحديث ۱۰۴۱۵ ،شعب الايمان رقم الحديث ۶۱۹.

فى حاشية مسند احمد:إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير سهيل بن أبى صالح، فمن رجال مسلم.

صورت پیدا ہو جائے گی۔

پھر استغفار زبان کا عمل ہے، اور ہر کام کے کرتے وقت زبان مصروف نہیں ہوتی؛ اور استغفار ایک ذکر ہے، جس کے لیے نہ تو پاک وصاف اور باوضو ہونا ضروری ہے، اور نہ ہی ایک جگہ بیٹھنا، اس لیے کہ بے وضو اور حیض ونفاس وغیرہ کی حالت میں بھی استغفار کیا جاسکتا ہے، اور چلتے پھرتے ہوئے بھی، کپڑے دھوتے، صفائی کرتے اور کھانا بناتے وقت بھی استغفار کرنا درست ہے۔

اگر خواتین اِن کاموں کے دوران ذکر واستغفار کی عادت بنالیں تو ان کو جہنم سے بچنے کی بہت سہل اور آسان صورت میسر آ سکتی ہے؛ بشرطیکہ عمل کریں۔

فقط

محمد رضوان

۱۷/شوال المکرّم/۱۴۲۸ھ 30 اکتوبر 2007ء بروز منگل

اضافہ واصلاح: ۲۰/شعبان/۱۴۳۱ھ 02 / اگست/ 2010ء بروز پیر

نظرِ ثانی واصلاح: ۶/ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ 26 جولائی 2012ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Idara Ghufran